13
24
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۲ر جون سنہ ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

نمازی کے سامنے سے گزرنا بڑا گناہ ہے

عَنْ اَبِیْ جُهَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْہِ لَکَانَ اَنْ یَقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَہٗ مِنْ اَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْہِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَۃً (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابی جہیم کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے۔ تو وہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے چالیس (روز) تک ٹھہرا رہنا اور نہ گزرنا بہتر خیال کرے۔ ابو نضر راوی کا بیان ہے۔ کہ چالیس سے کیا مراد ہے۔ اس کا مجھ کو علم نہیں۔ چالیس دن مراد ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُہٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْفَعْہُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاہٗ۔

ترجمہ۔ ابو سعید کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو سامنے کھڑا کرکے (یعنی سترہ کھڑا کرکے) نماز پڑھے اور اس سے اس کا منشا یہ ہو کہ سترہ اس کے اور گزرنے والے کے درمیان رہے پھر ایسی حالت میں کہ جو شخص سترہ کی پرواہ نہ کرے اور نمازی کے سامنے سے گزرنا چاہے تو نمازی کو چاہیئے کہ وہ اس کو اس سے روکے اور وہ نہ رکے یا نہ مانے تو اس کو مار ڈالے اس لئے کہ وہ ایسی صورت میں شیطان ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ایک واقعہ

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَۃٌ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ کَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَۃِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی رہتی تھی جس طرح جنازہ رکھا رہتا ہو۔

منیٰ کا ایک خاص واقعہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاکِبًا عَلٰی اَتَانٍ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاھَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی اِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذٰلِکَ عَلَیَّ اَحَدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میں ایک روز گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ ان ایام میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ اور آپ کے سامنے سترہ نہ تھا۔ میں نمازیوں کی بعض صف کے سامنے سے گزرا۔ اور گدھی سے اتر کر اس کو چرنے چھوڑ دیا۔ اور پھر صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے کچھ نہ کہا۔

سترہ کا حکم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ شَیْئًا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیَنْصِبْ عَصَاہُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَہٗ عَصًا فَلْیَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا یَضُرُّہٗ مَا مَرَّ اَمَامَہٗ (رواہ ابو داؤد وابن ماجہ)

ترجمہ۔ ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے! تو وہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے۔ اور کوئی چیز موجود نہ ہو تو اپنی لاٹھی ہی کھڑی کر لے۔ اور لاٹھی بھی موجود نہ ہو تو ایک خط کھینچ لے۔ پھر کسی کا اس کے سامنے سے گزرنا کوئی ضرر نہ دے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِھْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَیْتَکُمْ لَوْ اَخْبَرْتُکُمْ اَنَّ خَیْلًا بِالْوَادِیْ تُرِیْدُ اَنْ تُغِیْرَ عَلَیْکُمْ اَکُنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَیْکَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَھَبٍ تَبًّا لَّکَ سَائِرَ الْیَوْمِ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے۔ کہ جب وانذر عشیرتک الاقربین آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ پھر آپ نے قریش کے مختلف بطنوں کو بلانا شروع کیا۔ اے بنی فہر۔ اے بنی عدی۔ یہاں تک کہ سب اکٹھے ہو لئے۔ آپ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی اگر میں تمہیں خبر دوں کہ ایک لشکر اس وادی سے آ رہا ہے جو تمہیں لوٹنا چاہتا ہے کیا تم اس کو سچا مان لوگے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ہم نے آپ کے متعلق سوائے سچ بولنے کے اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ میں تمہیں ڈرانے والا ہوں سخت عذاب آنے والے سے پہلے۔ تب ابولہب نے کہا۔ ہلاکت ہو تمہیں تمام ایام میں۔ آیا اسی لئے تم نے ہمیں جمع کیا تھا۔ اس پر تبت یدا ابی لہب و تب نازل ہوئی۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ جون ۱۹۵۹ء | شمارہ ۵

عید الاضحیٰ

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم + نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

آج ۵ ر ذی الحجہ ہے - آئندہ شمارہ عیدالضحیٰ گزر جانے کے بعد شائع ہوگا اس لئے آج ہی ہم اس موضوع پر اپنی معروضات ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک خواب دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے صاحبزادہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح فرما رہے ہیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے - کہ انبیاء علیہم السّلام کے خواب وحی الہٰی ہوتے ہیں - حضرت ابراہیم علیہ السلام تین رات متواتر اسی قسم کا خواب دیکھتے ہیں تو اپنے فرزند ارجمند سے اس کا ذکر فرماتے ہیں - قربان جایئے اس سعادت مند بیٹے پر جس نے باپ کی زبانی اللہ تعالیٰ کا حکم سُن کر بلا تامّل عرض کیا کہ ابّا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے - آپ اسکی تعمیل فرمایئے مجھے آپ انشاء اللہ تعالےٰ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

سعادت مند بیٹا جُھک گیا فرمان باری پر

جب دونوں باپ اور بیٹے نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کا ارادہ فرما لیا تو چھری اور رسّی وغیرہ ساتھ لے کر مکّہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور منیٰ کے میدان میں باپ ذبح کرنے کیلئے اور بیٹا ذبح ہونے کیلئے پہنچتے ہیں - شیطان لعین راستے میں دونوں کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے اور ہر بار دونوں اس لعین کو پتھر مارتے ہیں - ان دونوں حضرات کی شیطان کو تین بار پتھّر مارنے کی سنّت آج بھی ہر سال لاکھوں مسلمان ادا کرتے ہیں - شیطان لعین مایوس ہو جاتا ہے - اور یہ دونوں حضرات قربان گاہ میں پہنچ جاتے ہیں - سعادت مند بیٹا والدِ محترم سے عرض کرتا ہے کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے - تاکہ شفقت پدری اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں مانع نہ ہونے پائے - باپ بیٹے کو زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کے لئے چھری چلاتا ہے - اللہ تعالیٰ کو بیٹے کا ذبح کرانا منظور نہ تھا - صرف ابراہیمؑ کا امتحان لینا تھا - ابراہیمؑ جہاں باقی امتحانوں میں پورے اُترے اس سخت امتحان میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہوئے - اس کامیابی

قارئین کرام کو ادارۂ خدام الدین کی طرف سے

عیدِ مُبارک ہو

کا صلہ وَفَدَیۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ وَتَرَکۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ کی شکل میں عطا فرمایا۔

مکہ معظمہ اور اس کے مضافات کی سرزمین اور دنیا کا ہر ملک جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں - اللہ تعالےٰ کے اس صلہ کا ہر سال زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں اس کفر اور الحاد اور معاشی مشکلات کے زمانہ میں بھی ہر سال لاکھوں مسلمان دور دراز کا سفر کرکے منیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیلؑ کی سنت پر عمل کرتے ہیں اور گمراہ فرقوں کی کوششوں کے باوجود کروڑوں مسلمان اپنے اپنے شہروں قصبات اور دیہات میں ان حضرات کے اتباع میں قربانی کے جانور ذبح کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے - لَنۡ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ یَّنَالُهُ التَّقۡوٰی مِنۡكُمۡ الآیہ (سورۃ الحج ع ۵ پ ۱۷) --- (اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ اُن کا خون پہنچتا ہے - البتہ تمہاری پرہیزگاری اسکے ہاں پہنچتی ہے) -

اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت عید قربان کا مقصد فقط قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنا نہیں - بلکہ اصل مقصد تقوےٰ ہے - فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے خانہ کعبہ جانے والوں سے زیادہ نہ جانے والے مسلمانوں کو تقوےٰ کی ضرورت ہے - ان کو یہ کہنا کہ قربانی کی رقم کسی نیکی کے کام میں لگا دی جائے - ان پر سب سے بڑا ظلم ہے - انسان لاکھ نیکی کے کام کرے - اگر اسکے دل میں تقویٰ نہیں ہے - تو اس کی سب نیکیاں اکارت جائیں گی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ اور ہمارے سلف صالحین سب نے مکّہ معظمہ سے دُور اپنے اپنے گھروں میں ابراہیمؑ کی سنّت پر ہمیشہ عمل کیا اور آج بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے مسلمانوں کی غالب اکثریت اس پر عمل کرنا اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتی ہے - اگر اللہ تعالےٰ سمجھ عطا فرمائے تو یہ چیز روز روشن کی طرح سامنے آ جاتی ہے - کہ اسلام دنیا میں قربانی ہی کے ذریعہ اب تک زندہ رہا ہے - اب بھی زندہ ہے - اور قیامت تک زندہ رہے گا -

اگر مسلمان کے دل سے قربانی کا جذبہ نکال دیا جائے تو یہ ایک مٹی کا بے رُوح بُت رہ جائے گا - جن قوموں کے اندر قربانی کا جذبہ نہیں ہوتا - وہ دُنیا میں غلامی کی زنجیروں میں ہمیشہ جکڑی رہتی ہیں -

عید قربان ہر سال آتی ہے - اور ہمیں اللہ تعالےٰ کی راہ میں جان اور مال کی قربانی کرنے کا پیغام دے جاتی ہے - لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اس پیغام کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا ہے - اللہ تعالےٰ مقلب القلوب ہے - ہم اسی کی بارگاہ میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں میں جذبۂ ابراہیمی بھر کر صحیح معنوں میں ان کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے - آمین ثم آمین -

عیدِ قربان

(عبدالحمید خان شوق بورسٹل جیل لاہور)

پیغمبرِ خدا تھے براہیمِ نامدار
حضرت رسولِ پاک کے جدِّ بزرگوار

اک دن دعا کی آپ نے اللہ کے حضور
اولادِ نیک دے مجھے آقا مرے حضور!

یہ اسماعیل، رحمتِ ربِّ جلیل تھا!
یہ خوش نصیب دوستو! پسرِ خلیل تھا

اک دن خلیل چلدتے گھر سے بہت ہی دور
بیٹے اور اس کی والدہ کو ساتھ لے حضور

جنگل میں اک مقام دکھایا حجاز میں
بیٹے کو ماں کے ساتھ بسایا حجاز میں

بہرِ تلاشِ آب وہاں دوڑتی تھی ماں
زیرِ قدم چشمۂ زمزم ہوا رواں!

پھر ابراہیم نے یہ دعا کی کہ اے خدا!
جو تھا ترے حضور میں وہ پیش کر دیا!

اولاد لے کے آیا ہوں بنجر زمین میں
قربان کر رہا ہوں انہیں راہِ دین میں

آباد ہو زمین یہ عزت اسے ملے!
شاداب ہو زمین یہ، حرمت اسے ملے

مل جائے اس کو رحمتِ باری کا وہ مقام
مرجع ہو خاص و عام کی یہ وادیٔ تمام!

ہے یہ دعا جو عظمتِ مکہ پہ دال ہے
کس شان کی دعا ہے یہ کیسا کمال ہے

مکہ کی سرزمین بھی کیا خوش نصیب ہے
اترا جہاں خدا کا پیارا حبیب ہے،

اک رات ابراہیم نے دیکھا عجیب خواب
قربان اسماعیل کو کرتے ہیں آنجناب

جاگے تو سخت ششدر و حیران تھے حضور
تعمیلِ حکم میں پر نہ آیا کوئی فتور!

بیٹے سے بولے اے مرے لختِ دل و جگر
قربان کرنا چاہتا ہوں تجھ کو اے پسر

وہ لختِ دل وہ حاملِ اوصاف خوب تر
بولا اگر ہے حکمِ خداوندِ دادگر

حاضر ہوں آپ مجھ پہ چلائیں چھری ضرور
پائینگے اس کے فضل سے صابر مجھے حضور

بیٹے کے اس جواب سے خوش ہو گئے جناب
ماتھے کے بل لٹا لیا پھر پسر کو شتاب

آئی ندا خدا سے براہیم! ٹھہر جب
تو نے تو اپنے خواب کو سچا ہی کر دیا

ہم کو تو امتحان تھا منظور آپ کا
خوش کر گیا ہے جذبہ و دستور آپ کا

لختِ جگر کو چھوڑ کے دنبہ کرو حلال
ہم خوش ہیں اسماعیل سے بیٹے پہ۔ خوش خصال!

اب مومنوں کے واسطے یہ دن ہے عید کا
بہرِ حصولِ رحمتِ ربِّ مجید کا!

یہ عید ابراہیم کی سنت کی یادگار
کرتی ہے اسماعیل کی ہمت کو آشکار

قربانیاں دو عید کو پانے کے واسطے
اور گوشت دو غریب کو کھانے کے واسطے

راہِ خدا میں مال دو پیسہ دو جان دو
اور اس سے غرض مرضیِ مولا ہر آن ہو!

آؤ تمہیں سناتا ہوں اک بات کام کی
ہمت نواز دورِ رسولِ انام کی!

اک دن رسولِ پاک کے اصحاب میں سے ایک
رستے میں کھا رہے تھے کھجوریں وہ مردِ نیک

آئی ندا کہ جنگ کا اعلان ہو گیا
ہر شخص سن کے تابعِ فرمان ہو گیا

باقی کھجور پھینک دی یہ کہہ کے آپ نے
اب جنتِ نعیم میں پہنچے تو کھائیں گے!

اصحابِ نامدار کا جذبہ یہی تو تھا
ہر جنگ کا حقیقتاً جذبہ یہی تو تھا

قربانیوں کی عید پھر آئی ہے اس لئے
پھر قلبِ مومنین میں زندہ کرے اسے

اسلام کے عروج کا پھر دور آ گیا
باطل کے دل پہ رنج و غم و خوف چھا گیا

پھر شوق اپنا قافلہ اب تیز گام ہے
کشمیر کیا ہے سارا جہاں ہی غلام ہے

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قیامت کا دن گذر جانیکے بعد جو واقعات پیش آنیوالے ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں شاید کسی کیلئے ہدایت کا موجب بن جائیں

پہلا

(وَ اِذْ یَتَحَاجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ o قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُلٌّ فِیْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَکَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ o) (سورہ المومن رکوع ۵ پ ۲۴) (ترجمہ۔ اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابعدار تھے۔ پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو۔ سرکش کہینگے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں۔ بیشک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے)

یہ واقعہ ہے

کہ بعض اوقات زور والے آدمی اپنے گاؤں میں رہنے والے غریب لوگوں سے کوئی ظلم کرا لیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے ماتحت ان کے دباؤ سے مجبور ہو کر کر دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کا ان آیتوں میں ذکر ہے اس بیان کردہ قاعدے کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

کسی گاؤں کے چودھری کو کسی کمزور اور غریب آدمی سے دشمنی ہے۔ تو چودھری صاحب کسی آدمی کے ذریعہ اس شخص کی چوری کرا دیں گے مثلاً بھینس یا گائے چوری کرا دی چونکہ گاؤں والے سب چودہری صاحب کے پیچھے ہیں۔ اس لئے اگرچہ سب لوگ جانتے ہیں کہ چودھری صاحب نے فلاں شخص سے اس غریب کی چوری کرائی ہے۔ مگر بولتا کوئی نہیں۔ بس وہ غریب رو کر چپ کر جاتا ہے۔ قیامت کے دن یہ چودھری صاحب اور چوری کرنے والا چور دوزخ میں جانے کے بعد جھگڑینگے اللهم لا تجعلنا منهم

دوسری

بعض اوقات حکام وقت اپنی کسی مصلحت کی بنا پر کسی بے گناہ کو پھنسانے کے لئے کسی اپنے ماتحت سے غلط رپورٹ کرا دیتے ہیں اور پھر عدالت میں بھی سب جعلی کاروائی کرا کر کسی بے گناہ کو جیل میں ٹھونس دیتے ہیں یا تختہ دار پر پہنچا دیتے ہیں۔ اللہ تعالے سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے ہر فرد کو اس قسم کی غلطیوں سے محفوظ رکھے آمین یا الہ العالمین۔

دوسرا

وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ o قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰی ط قَالُوْا فَادْعُوْا ج وَ مَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ o (سورہ المومن ع ۵ پارہ ۲۴)

ترجمہ (اور دوزخی جہنم کے داروغہ سے کہیں گے کہ تم اپنے رب سے عرض کرو کہ وہ ہم سے کسی روز تو عذاب ہلکا کر دیا کرے۔ وہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہارے رسول نشانیاں لے کر نہ آئے تھے۔ کہیں گے ہاں آئے تھے۔ کہیں گے بس پکارو۔ اور کافروں کا پکارنا محض بے سود ہوگا)

کہیں اس کھاتے میں تو نہیں جا رہے ہو

برادران اسلام میرے مندرجہ ذیل فقرے غور سے پڑھو۔ آج کل پاکستان بننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے پیش کردہ اسلام (جس کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور اس کی شرح احادیث الرسول ہیں) کی کھلم کھلا انتہی مخالفت بڑے زور شور سے ہو رہی ہے کہ انگریز کے وقت میں غالباً اس کا عشر عشیر حصہ بھی نہیں تھا۔ علماء کے دین کے خلاف سمجھدار تعلیمیافتہ طبقہ میں یہ مہم چلائی جا رہی ہے کہ ملا جو اسلام پیش کر رہا ہے۔ وہ اسلام نہیں ہے قرآن مجید کا مطلب ملا سمجھتا ہی نہیں

حاصل

یہ نئی رو جو چل رہی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ پونے چودہ سو سال سے جو اسلام آ رہا ہے۔ اور جسے حق پرست علماء کرام پیش کر رہے ہیں۔ در اصل وہ اسلام ہے۔ میں ان جدت پسندوں سے پوچھتا ہوں کہ جو اسلام آپ پیش کر رہے ہیں۔ کیا چودہ سو سال سے یہی اسلام رائج تھا۔ یا آج ہی آپ نے ایجاد کیا ہے۔

ایک نہایت ہی خطرناک غلطی

چودہ سو سالہ علماء کرام کے پیش کردہ اسلام کی تردید اور اسلام کو ایک نئے رنگ میں پیش کرنے کے خواہشمند احباب ایک نہایت ہی خطرناک غلطی کر رہے ہیں۔ جس سے سارے اسلام کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ اور اسلام ایک کھلونا بن جائے گا۔ وہ بہت بڑی خطرناک غلطی یہ ہے جو لاہور کے ایک بہت بڑے منکر حدیث نے شائع کی ہے۔ "اطاعت صرف خدا کی

ہو سکتی ہے۔ حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا۔

اس کے اس عقیدہ باطلہ کی قرآن مجید کے متعدد مقامات سے تردید

پہلا

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (سورۃ النساء رکوع ۸ پ۵)۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔

دوسرا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الایہ (سورۃ المائدہ رکوع ۱۲۔ پ۷) ترجمہ اور اللہ اور رسول کا حکم مانو

تیسرا

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النور رکوع ۷۔ پ۱۸) ترجمہ۔ کہدو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چوتھا

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورہ محمد رکوع ۴ پ۲۶) ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ کا حکم مانو اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

پانچواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ الایہ۔ سورہ تغابن۔ رکوع ۲۔ پ۲۸)۔ ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔

چھٹا

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ (سورہ انفال رکوع ۱ پ۹) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اگر ایماندار ہو۔

ساتواں

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ الایہ (سورۃ الانفال۔ ع ۳۔ پ۹)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

آٹھواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ۔ (سورۃ الانفال رکوع ۶ پ۱۰)۔ ترجمہ اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو۔

نواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (المجادلہ رکوع ۲۔ پ۲۸) ترجمہ۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

دسواں

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ۔ (سورہ آل عمران ع ۴ پ۳)۔ ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو

گیارہواں

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورہ آل عمران ع ۱۴۔ پ۴) ترجمہ۔ اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

بارھواں

وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ النور۔ رکوع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے

تیرھواں

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ وَ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○ (سورۃ النساء رکوع ۲ پ۴) ترجمہ:۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے۔ اسے بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی

چودھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَخْشَ اللّٰہَ وَ یَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ (سورۃ النور ع ۷ پ۱۸) ترجمہ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ پس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

پندرھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ (سورۃ الاحزاب ع ۹ پ۲۲) ترجمہ:۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

سولھواں

وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْہُ عَذَابًا اَلِیْمًا ○ (سورۃ الفتح رکوع ۲ پ۲۶) ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی اور جو نافرمانی کریگا اسے سخت سزا دے گا۔

سترھواں

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ؕ اُولٰٓئِکَ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ○ (سورۃ التوبہ ع ۹۔ پ۱۰)۔ ترجمہ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

گویا ریت کے ایک ٹیلہ پر سترہ بموں کی بمباری

منکر حدیث کا عقیدہ تو اتنا ہی تھا "اطاعت صرف خدا کی ہو سکتی ہے حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا"۔ اس گمراہ کن اور باطل عقیدہ کے بطلان پر قرآن مجید سے بطور نمونہ سترہ مقامات میں نے پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مستقل طور پر مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے۔ چونکہ اس قسم کے منکر حدیث نے کسی مستند عالم سے تفسیر قرآن مجید نہیں پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لے کر آج تک قرآن مجید کے ارشادات کی تفسیر آ رہی ہے۔ اس لئے تفسیر قرآن مجید میں ابھی ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔ جنہیں مستند عالم قرآن کبھی نہیں مان سکتا۔ ہاں علم قرآن مجید سے ناآشنا طبقہ ان کی ہاں میں ہاں ملالے تو بعید از قیاس نہیں ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ چلو انکار حدیث کرنے سے حدیث شریف پر عمل کرنے سے چھٹی مل گئی۔

اے منکر حدیث کے دام تزویر میں آنے والے نوجوان

میں تمہیں عقلی طور پر تمہارے ہی مسلم اصول پر حدیث شریف کی ضرورت سمجھانا چاہتا ہوں۔ ذرا غور سے سن۔ دنیاوی گورنمنٹ جب کوئی قانون اپنی رعایا کے لئے بناتی ہے۔ جسے آج کل کی اصطلاح میں لاء کہا جاتا ہے۔ تو اس قانون کے بعض جملوں سے اگر متعدد معانی نکل سکتے ہوں تو گورنمنٹ اپنے قانون کی دفعہ کا وہی مطلب لے گی جو گورنمنٹ کی اپنی منشا کے مطابق ہوگا۔ کہ جو مجرم اس عبارت سے مطلب نکال کر اپنے آپ کو گورنمنٹ کی گرفت سے بچانا چاہے۔ اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ کے لاء کے ساتھ گورنمنٹ کے منظور کردہ بائی لاز بھی ہوتے ہیں تاکہ بائی لاز گورنمنٹ کے قانون کی وضاحت کر سکیں۔

اے میرے بھائی منکر حدیث

قرآن مجید کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بعینہٖ وہی نسبت ہے جو دنیاوی قوانین میں لاء کے ساتھ بائی لاز کو ہوتی ہے لہذا بطور نمونہ قرآن مجید کے سترہ مقامات سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔ علیحدگی سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہوگی۔ ہرگز نہیں بلکہ ان دونوں فرمانبرداریوں کا علیحدہ علیحدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم ہی کی مسلمان تعمیل کرے گا۔ مگر تعمیل حکم کی صورت وہ اختیار کرے گا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متعین فرمائیں گے

اب جو شخص حضور انور کی بیان کردہ حکم الٰہی کی تصویر کو نہیں مانے گا

وہ مجرم ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے باعث آخرت میں اس کی نگاہ وفاداروں والی نہیں ہوگی۔

تیسرا

یعنی قیامت کا دن گزر جانے کے بعد جو واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ تیسرا واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ (وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ (سورۃ المومنون ع ۶ - پ ۱۸) - ترجمہ - اور جن کا نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہونگے کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے اگر پھر کریں تو بے شک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکار ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

آج کل مغربی پاکستان میں مذکورۃ الصدر نقشہ جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آتا ہے

عام طور پر لوگوں کی یہ ذہنیت ہو گئی ہے اور بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگوں کی کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے محافظ علماء دین کی توہین کرتے ہیں۔ دین دار طبقہ خواہ کتنا نیک ہو کہ ان کے سامنے آئے۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۶ ذیقعد ۱۳۷۸ھ مطابق ۴ جون ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

اللہ جل شانہٗ کے پاک نام کی برکت سے دل میں تقویٰ کا پودا اگتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

عرض یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے پاک نام کی برکت سے قلب میں ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ کا نتیجہ جنت کا داخلہ ہے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ○ (سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پ ۴) (ترجمہ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے)

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ میں ھِیَ ضمیر واحد مؤنث جنت کی طرف راجع ہے۔ یعنی جنت متقیوں (پرہیزگاروں) کے لئے تیار کی گئی ہے۔ اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام کی برکت سے تقویٰ کا پودا دل میں اُگتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں دنیا میں ملتی ہیں۔ بعض اوقات مکان کی دوسری منزل کی چھت پر پانی کی نالی پر پیپل کا درخت اُگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ درخت وہاں کسی نے بویا نہیں۔ مسلسل پانی پڑتے رہنے سے وہ خود بخود اُگ آیا ہے۔ دیہات میں کنوؤں میں بھی پیپل اُگا ہوا ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ اتنا بڑا درخت بن جاتا ہے کہ کنوئیں کو بھی اکھیڑ کر رکھ دیتا ہے۔ کنوئیں میں پیپل کسی نے بویا نہیں۔ مسلسل پانی پڑتے رہنے سے پہلے سبزہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ پیپل کا درخت بن جاتا ہے۔ ثابت یہ کرتا ہے کہ پانی بکثرت اور مسلسل پڑتے رہنے سے پیپل کا درخت خود بخود اُگتا ہے۔ اسی طرح اللہ ھُوْ کے پاک نام کی برکت سے دل میں تقویٰ کا پودا اُگتا ہے۔ میں جب مردوں کو بیعت کرتا ہوں۔ تو ان کو ہاتھ لگا کر بتلاتا ہوں کہ یہاں دل ہے۔ عورتوں کو ہاتھ لگانا گناہ ہے۔ اس لئے ان کو زبانی بتلا دیتا ہوں کہ بیٹی بائیں جانب پسلیوں کے نیچے دل ہے۔ مردوں اور عورتوں سب سے کہا کرتا ہوں کہ اَللّٰہ ھُوْ کی چوٹ دل پر پڑے اور دل کو محسوس ہو کہ چوٹ پڑ رہی ہے۔

اس طرح اگر اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام کی دس تسبیح کی جائیں اور ہر آن دل پر چوٹ پڑے۔ خلوت اور جلوت میں اٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے ہر وقت اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام کی چوٹ پڑتی رہے۔ تو انسان کے دل میں تقوےٰ کا پودا اُگتا ہے۔ جس کی وجہ سے جنت میں داخلہ کا ٹکٹ ملتا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام میں بیشمار برکتیں ہیں۔ لاتعد و لاتحصیٰ و لا یعلم تعدادھا الا اللہ۔ ان بیشمار برکتوں کو دینے والا جانتا ہے یا لینے والا جانتا ہے۔ ان میں سے ایک تقویٰ ہے یہ حاصل ہو جائے تو جنت کے داخلہ کا ٹکٹ مل جاتا ہے۔

اَللّٰہ ھُوْ کا پاک نام کثرت سے لیا جائے تو انسان کے دل میں تقویٰ کا پودا اُگتا ہے۔ بڑھتا ہے۔ پھلتا ہے۔ پھولتا ہے۔ پھر یہ اتنا بڑا ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے الفاظ۔ اقوال۔ اعمال۔ خیالات بلکہ زندگی کے ۲۴ گھنٹوں پر حاوی ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص سے گناہ ہو سکتا ہے؟ جب گناہ نہ کریگا تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے جنت کے داخلہ کا ٹکٹ مل جائے گا۔ پہلے دل میں تقویٰ نہیں تھا۔ اور نہ ہی باہر سے لا کر تقوےٰ کا پودا لگایا گیا ہے اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام کی برکت سے خود بخود پیدا ہو گیا ہے اَللّٰہ ھُوْ کا پاک نام کسی سے سیکھنے سے پہلے انسان دنیادار ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے کھاتا ہے جو چاہتا ہے پیتا ہے۔ جیسا لباس چاہتا ہے پہنتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے شیک ہینڈ کرتا ہے۔ جس کے ساتھ چاہتا ہے۔ ڈانس کرتا ہے۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں آزاد ہوتا ہے کسی اللہ والے سے اَللّٰہ ھُوْ کا پاک نام سیکھنے کے بعد ہر معاملہ میں شریعت کی پابندی کی کوشش کرتا ہے۔ اَللّٰہ ھُوْ کے پاک نام سے حلال اور حرام کا پتہ لگتا ہے۔ شربت کا ایک گھونٹ اندر گیا۔ طبیعت پریشان ہو گئی۔ دیا سلائی کے مُنہ پر ذرا سا مصالحہ ہوتا ہے وہ جلا کر جسم کے کسی حصہ پر لگا دی جائے تو انسان فوراً چیخ اٹھتا ہے۔ اسی طرح شربت میں اگر کھانڈ حرام کی ہو تو اس کے ایک گھونٹ سے بھی متقی انسان کی طبیعت تڑپ اٹھتی ہے کھانڈ حرام کی کس طرح ہوتی ہے؟ ڈپو والے جتنی بوریاں کھانڈ کی لاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ تو کارڈ والوں کو تقسیم کر دیتے ہیں ایک دو بوری چھپا لیتے ہیں جو آیا اس سے کہہ دیا۔ کھانڈ ختم ہو گئی۔ اور یہ ایک دو بوری کھانڈ ۱-۶ روپیہ سیر کی بجائے ۱-۱۵ روپیہ سیر بلیک مارکیٹ میں فروخت کر دی۔ یہ کھانڈ حرام کی ہو گئی۔ کیونکہ یہ کھانڈ در اصل راشن کارڈ والوں کے حق کی تھی۔ جو کھلائے گا اس پر اثر ہو گا۔ اکثر مسلمان کاروبار میں کھوٹے ہیں۔ اس لئے وہ جائز اور ناجائز کی پرواہ نہیں کرتے۔

اَللّٰہ ھُوْ کا پاک نام لینے والوں کے بے شمار درجے ہیں۔ آج میں صرف دو کا ذکر کرونگا۔ ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ حرام کی کوئی چیز اندر گئی اور طبیعت پریشان ہو گئی۔ یہ درجہ بھی نصیب ہو جائے تو انسان آئندہ حرام سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے اوپر ایک اعلےٰ درجہ آتا ہے۔ اس میں کھانے سے پہلے پتہ لگتا ہے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس کے لئے کسی کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہ کر تربیت کرانے کی ضرورت ہے۔ بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے آپ نے ۱۴ سال باپ کی کمائی کھائی اور ماں نے پکا کر کھلایا۔ تب آپ بی اے بنتے ہیں۔ لیکن ادھر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آج کامل سے بیعت کریں اور کل خود کامل ہو جائیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں ہمیں گن گن کر بتلا دی ہیں۔ جن سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ان میں سے چند عرض کرتا ہوں۔ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل ع ۴ پ ۱۵) ترجمہ (اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بےحیائی ہے اور بری راہ ہے) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پ ۷) (ترجمہ۔ اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ الآیہ (سورۃ النور ع ۴ پ ۱۸)۔ (ترجمہ۔ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ الآیہ (سورہ النور رکوع ۴ پ ۱۸)۔ (ترجمہ اور ایمان والیوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں)

یہ تقوے کے پیدا کرنے کیلئے ہدایات دی جا رہی ہیں۔ جس طرح ماں بچہ کو سکھاتی ہے یہ نہ کھاؤ۔ وہ نہ پیو۔ بڑا ہو کر وہ خود تجربہ کار اور فاضل بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسولؐ نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان فرمائی ہیں۔ جن سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اور وہ ہمارے لئے کافی شافی ہیں۔ لیکن بعض چیزیں بظاہر حلال اور اندر میں حرام ہوتی ہیں۔ بعض کھانے اور پینے کی چیزیں حرام کی ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ کبھی مکان بھی حرام کے ہوتے ہیں۔ میں ایک نئی چیز عرض کر رہا ہوں کہ اللہ ھو کا پاک نام کثرت سے لیا جائے تو تقویٰ کا پودا اندر اُگتا ہے۔ اگر تقوےٰ پیدا ہو جائے تو حلال اور حرام کا پتہ چلتا ہے۔ حلال وہ ہے جس کے حاصل کرنے میں کسی کی حق تلفی نہ کی گئی ہو۔ جو طریقہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے بتلایا ہے۔ اس طریقہ سے کوئی چیز حاصل کی جائے تو وہ حلال ہے۔ حرام وہ چیز ہے جو کسی کی حق تلفی کر کے لائی جائے۔ تقوےٰ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ناپسندیدہ چیزوں سے بچنا۔ الوقی والوقایہ نگہداشتن۔ بعض کھانے اور پینے کی چیزیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں۔ ان کے استعمال سے بچنا تقوےٰ ہے۔ بعض لباس ان کو ناپسند ہیں۔ ان لباسوں کو نا پہننا تقویٰ ہے۔ بعض الفاظ ان کو ناپسند ہیں۔ ان الفاظ کو زبان پر نہ لانا تقوےٰ ہے۔ بعض مجالس میں بیٹھنا ممنوع ہے۔ ان مجالس سے بچنا تقویٰ ہے صرف سؤر اور کتا وغیرہ ہی حرام نہیں ہیں اور چیزیں بھی حرام ہوتی ہیں۔ مثلاً چوری کی ہوئی چیزیں بھی حرام ہیں لاہور میں کھانڈ۔ دودھ۔ گھی نمک وغیرہ چیزیں بھی حرام کی ہوتی ہیں۔ اگر آپ کی بھینس کسی کے کھیت میں گھس کر اس کی مرضی کے بغیر چارہ کھالے تو یہ چارہ حرام کا ہوگا اس چارہ سے جو دودھ پیدا ہوگا۔ وہ بھی حرام کا ہوگا۔ اس دودھ سے جو مکھن نکلیگا وہ بھی حرام کا ہوگا۔ اس مکھن سے جو گھی بنے گا وہ بھی حرام ہوگا۔

جن کو اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے حلال حرام کی تمیز نصیب ہو جاتی ہے۔ بعض ان چیزوں کو بھی حرام کہتے ہیں جن کو آپ حلال کہتے ہیں۔ دوسروں کے باطن کی اصلاح فقط وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کو یہ نعمت نصیب ہو۔ جیسے طبیب وہی ہو سکتا ہے جو مریض کی نبض دیکھ کر مرض بتلا سکے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اللہ ھو کے پاک نام کی برکت سے تقوےٰ کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

بقیہ مسلمانان کلاچی کا پیغام صفحہ سے آگے

نثر مطبوعہ پیغام سنایا۔

جس پر مجمع دل کھول کر رویا۔ نظم عروض کی پابندیوں سے ممکن ہے آزاد ہو۔ مگر جذبات محبت کے اظہار میں الحمد للہ کامیاب ہے۔ آپ کے بعد عبدالحنان متعلم نجم المدارس نے ایک پشتو نعت پڑھی۔

دردمندانہ اپیل ۔ خدام الدین کے قارئین میں جو حضرات دولت حضوری سے مشرف ہوں۔ برائے خدا وہ بھی نجم المدارس اور اس کے اساتذہ و طلبہ اور تمام خدام الدین ۔ معاونین کی جانب سے حضور رسالت میں ہدیہ سلام پہنچا کر انکی قلبی دعائیں حاصل فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مدنی کاروان کی طرف سے

جناب شیخ فضل الرحمٰن صاحب نے خدام نجم المدارس اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنے لئے دعاؤں کا مطالبہ کیا۔

اور سب سے حق بخش دینے کی اپیل کی۔

آخر میں اعلیحضرت جناب قاضی محمد نجم الدین صاحب سرپرست نجم المدارس نے مختصر اختتامی تقریر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ زمین کے کسی گوشہ پر جہاں بھی کسی آدمی کو نیکی کی توفیق مل جائے۔ اگر آپ اس پر خوش ہو جاویں تو آپ کا حصہ بھی اس نیکی میں شریک ہو گیا۔ اور بہت ممکن ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اس نیکی کی توفیق عطا فرماویں۔ آج عزم حج کرنے کی سعادت ان حضرات کو حاصل ہو رہی ہے۔ آپ کا اور ہم سب کا اس پر خوش ہونا الحمدللہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ شاید اسی خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی دکھا دے کہ ہم اور آپ بھی اسی سعادت سے بہرہ ور ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا حضورؐ کی خدمت میں سلام بھیجنا بڑی سعادت ہے۔

خلیفہ ارشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رح فرض حج ادا کرنے کے بعد جب مہمات امور مسلمین سے فارغ نہ ہو سکے تو اپنی طرف سے مستقل آدمی بھیجتے تھے۔ جس کے سارے اخراجات برداشت کرتے اور اس کو صرف اس غرض کے لئے بھیجتے کہ شہنشاہ دو جہاں کی خدمت اقدس میں میرا سلام پہنچا دیں آپ نے فرمایا میدان عرفات پر کھڑے ہونے والے کو یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ حقوق العباد کے علاوہ جتنے گناہ میرے ہیں۔ سب کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ وہاں کھڑے ہونے کے بعد کسی شک و شبہ میں ہرگز نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خیال اس مقام کی عظمت کے خلاف ہے۔ البتہ آئندہ کی زندگی سے خائف اور ہراساں رہے اور اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں کرے کہ اس صاف جامہ پر داغ نہ لگ جائے جلسہ آپ کی دعا سے بہت ہی شاندار کامیابی سے ختم ہوا۔

حریم قدس کے اے رہروانِ پاک نفس
حضور پاک سے میرا سلام کہہ دینا
جب آنحضورؐ کی خدمت سلام ہو جائے
تو یارِ صدق سے میرا سلام کہہ دینا
ادھر سے ہٹ کے ذرا جانب قدم بڑھ کر
امیر ناطقِ حق کو سلام کہہ دینا
وہاں سے جب ہو فراغت تو مسجد منبر
ریاض جنّۃ سے میرا سلام کہہ دینا

ابن عبدالرحیم صاحب لدھیانوی

امام الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا آزمائشوں میں کامیاب ہونا

آج سے چار پانچ ہزار سال پہلے ملک شام میں جبکہ بت پرستی کا بازار گرم تھا۔ لوگ خدا پرستی چھوڑ کر بت پرستی۔ آتش پرستی، ستارہ پرستی اور خود پرستی کرنے لگے تھے اور وہاں کا بادشاہ نمرود بن کوش خدائی کا دعویدار تھا۔ اسی زمانہ میں یکایک بتکدہ آذر یعنی بابل واقع عراق عرب سے توحید کی ایک جگمگاتی ہوئی روشنی نمودار ہوئی۔ یعنی باشندگان ملک شام میں اللہ تعالٰے نے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے قوم کی باطل پرستی کو مٹا کر کلمۂ حق بلند کیا۔ اور گم کردہ لوگوں کو راہ راست پر لگا دیا۔

ان کا سلسلۂ نسب نو واسطوں سے حضرت نوحؑ تک پہنچتا ہے۔ نجومیوں کی پیشینگوئی پر نمرود نے صدہا بچے قتل کرائے۔ کیونکہ انہوں نے اس کو بتلا دیا تھا کہ عنقریب ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو شاہی مذہب کی مخالفت کرے گا۔ اور بتوں کو توڑے گا۔ آپ کی والدہ نے خفیہ طور پر شہر کے قریب ایک غار میں جا کر وضع حمل کیا۔ اسی غار میں آپ بڑھے اور جوان ہوئے آپ کا سب سے پہلا سوال یہ تھا۔ کہ میرا رب کون ہے؟ آپ نے اپنے باپ کو اپنے خاندان کو اپنی قوم کو اور بادشاہ تک کو شرک سے باز رہنے اور توحید کا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دی۔ ملک میں آپ کا کوئی دوست نہ تھا۔ ہر طرف دشمن ہی دشمن تھے۔ ہجرت کے وقت انکی بیوی سارہ اور ان کا بھتیجا حضرت لوطؑ ان کے ہمراہ تھے۔

آپ کے والد آذر بت تراش تھے بت بنا کر ابراہیمؑ کو دیتے کہ جاؤ بازار میں بیچ آؤ۔ یہ ان کو نہایت حقارت سے بازار میں لے جاتے۔ خریداروں سے کہتے ایسی چیزیں کیا خریدو گے۔ جو کسی طرح کا نفع نہیں پہنچا سکتیں اور واپس لے آتے۔ ان کا باپ نہ بکنے کا سبب پوچھتا تو اس کو بھی ایسا ہی جواب دیتے۔ جب آپ منجانب اللہ کافروں کی رہنمائی کے لئے مقرر ہوئے تو پہلے آپ نے اپنے والد کو سمجھایا۔ مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے عام دعوت شروع کی، رسم و رواج کی مذمت، غیراللہ کی پرستش کی برائیاں کھلم کھلا بیان کرنے لگے۔ نمرود کو خبر ہوئی تو دربار میں طلب کیا۔ اس زمانہ کا درباری قاعدہ تھا کہ جو بادشاہ کے حضور میں شرف باریابی پاتا۔ پہلے سجدہ کرتا تھا حضرت ابراہیم پیش ہوئے تو سجدہ نہ کیا۔ دنیا میں آزادی و حریت کی بنیاد سب سے پہلے آپ ہی نے قائم کی سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ آپ کی بے لاگ تقریر سن کر اکثر آدمی حیران و ششدر رہ گئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ بتخانہ خالی کرکے سب لوگ میلہ پر چلے گئے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موقعہ پا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا اور سب سے بڑے بت کو بچا کر اس کے گلے میں ایک کلہاڑا ڈال دیا۔ جب وہ لوگ بت خانے میں واپس آئے تو یہ حال دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ پر تو پہلے ہی سے شبہ تھا۔ سمجھے کہ یہ کام انہیں کا ہے۔ نمرود سے جا کر شکایت کی کہ بتخانہ کی حرمت ابراہیمؑ نے برباد کر دی ہے۔ نمرود نے حضرتؑ کو بلایا۔ تمام حال دریافت کیا اور آپ کو قید کر دینے کا حکم صادر کیا قیدخانہ میں اس پیغمبر مظلوم پر بڑے بڑے ظلم ڈھائے گئے۔ مگر انہوں نے اُف تک نہ کی۔

آخر نمرود نے یہ تجویز کی کہ ان کو زندہ آگ میں جلایا جائے۔ چنانچہ ایک بڑا الاؤ آگ کا تیار کیا گیا۔ جس کی حرارت اور تیزی کی وجہ سے کوئی اس کے قریب نہ جا سکتا تھا۔ اور حضرت ابراہیم کو گوپھیے کے ذریعہ آگ میں پھینک دیا۔ بحکم خدا وہ آگ آپ پر گلزار ہو گئی۔ آپ آرام سے وہاں بیٹھ گئے۔

نمرود یہ دیکھ کر حیران ہوا۔ آپ سے دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ خدا کی قدرت کا ادنے کرشمہ ہے تو اس پر ایمان لا۔ کفر و شرک سے توبہ کر، اس نے اپنے وزیر ہامان سے رائے دریافت کی۔ اس نے منع کیا کہ باوجود حکومت و بادشاہت کے ایک شخص کا مطیع ہونا ٹھیک نہیں ہے۔ نمرود نے اس کی رائے پر عمل کیا اور ایمان نہ لایا۔ خداتعالٰی نے اس کی فوج میں مچھروں کا عذاب بھیجا۔ جنہوں نے سب کو پریشان کر دیا۔ اس آفت سے ہزاروں آدمی مر گئے۔ ایک مچھر نمرود کے دماغ میں ناک کے راستہ چڑھ گیا۔ جس سے اس کی زندگی تلخ ہو گئی۔ آخر بڑی تکلیف اٹھائی اور بُری طرح چالیس روز میں مر گیا۔

حضرت ابراہیمؑ بدستور لوگوں کو ہدایت کرتے رہے۔ لیکن سوائے حضرت سارہؑ کے کسی کو ہدایت نہ ہوئی بالآخر آپؑ ملک شام کی طرف چلے گئے۔ وہاں ہی سکونت اختیار کر لی۔ بڑھاپے میں خدا نے ان کو دو فرزند رشید عطا کئے اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ۔ اسمٰعیلؑ کی ماں کا نام ہاجرہ تھا۔ اور اسحٰقؑ کی ماں کا نام سارہ تھا۔ اگرچہ حضرت ابراہیمؑ بوڑھے اور حضرت سارہ بانجھ تھیں۔ مگر خداوندتعالٰی نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو بیٹا عطا فرمایا۔

سارہ و ہاجرہ میں نااتفاقی ہو گئی حضرت ابراہیمؑ بموجب اشارہ جبرئیلؑ ہاجرہ کو معہ فرزند اس مقام پر لے گئے۔ جہاں چاہ زمزم واقع ہے جبرائیلؑ نے کہا۔ خدا کا حکم ہے کہ ہاجرہ کو معہ فرزند اس مقام پر چھوڑ دو اور خود گھر

کو جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ کو اپنی بیوی اور بچے کی جدائی کا بڑا قلق ہوا۔ مگر حکم خدا سے مجبور تھے۔ تنہا چھوڑ کر چلے آئے۔ وہ دونوں اس مقام پر اکیلے رہ گئے۔ سب طرف جنگل اور پہاڑ نظر آتے تھے۔ آدم زاد کا کہیں پتہ نہ تھا حضرت ابراہیمؑ ان کے پاس کچھ کھجوریں اور ایک پانی کا مشکیزہ چھوڑ گئے تھے جب یہ آذوقہ ختم ہو گیا۔ تو حضرت ہاجرہ کا دل بہت گھبرایا۔ پانی کی تلاش میں صفا پر آئیں اور پھر وہاں سے مروہ پر جا کر العطش العطش کہہ کر چلائیں۔ جب وہاں بھی پانی نہ پایا۔ تو دوڑ کر بچہ کے پاس آئیں اور اس کو چھاتی سے لگا لیا یہ کام سات بار کیا۔ ہر دفعہ اپنے بچہ کو پیار کرتی تھیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا حال پیاس کی وجہ سے بگڑ رہا تھا۔ وہ بچوں کے دستور کے مطابق اپنی ایڑیاں زمین پر مار رہے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوا۔ یعنی ان کے قدموں کے تلے سے ایک چشمہ کا ظہور ہوا۔ آگے چل کر اس کا نام زمزم مشہور ہوا۔

قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ یمن کو جاتے ہوئے اس طرف سے گزرے انہوں نے پانی کا چشمہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ سے درخواست کی کہ آپ اجازت دیں تو ہماری قوم یہاں آ کر آباد ہو جائے۔ آپ نے یہ امر منظور کیا۔ لوگ اپنے اہل و عیال لے کر وہاں آ بسے کچھ عرصہ کے بعد آبادی بڑھ گئی اور شہر کی صورت ہو گئی۔ یہ وہی مقام ہے جو اب مکہ کہلاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بھی کبھی کبھی وہاں آ جاتے تھے اور بیوی بچے سے مل کر چلے جاتے تھے۔ حضرت ہاجرہ کا وہیں انتقال ہو گیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کا نکاح کسی عربی سردار کی بیٹی سے ہو گیا۔

واقعہ قربانی

سورہ صٰفّٰت پ ۲۳ ع ۷ قربانی کا مفصل ذکر ہے۔ جب ابراہیمؑ کو قوم کی طرف سے مایوسی ہوئی اور باپ نے بھی سختی شروع کی تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شام کا راستہ دکھلایا۔ انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! کنبہ اور وطن چھوڑا، تو اچھی اولاد عطا فرما جو دینی کام میں میری مدد کرے۔ اور اس سلسلہ کو باقی رکھے۔ خدا تعالیٰ نے ۸۵ برس کی عمر میں آپ کو حضرت اسمٰعیلؑ عطا فرمایا اور وہی لڑکا قربانی کے لئے پیش کیا گیا۔ اسی لڑکے نے ہی کعبہ کی تعمیر میں باپ کا ہاتھ بٹایا تھا۔ جبکہ باپ معمار تھا۔ اور بیٹا مزدور بنا۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مسلسل تین رات یہی خواب آتا رہا کہ تو اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو میری راہ میں قربان کر اس وقت اسمٰعیلؑ کی عمر $9\frac{9}{12}$ سال کی تھی۔ تیسرے روز بیٹے کو اطلاع کی بیٹے نے بلا توقف قبول کیا۔ کہنے لگا ابا جان! دیر کیا ہے۔ مالک کا جو حکم ہے کر ڈالئے۔ ایسے کام میں مشورہ کی ضرورت نہیں۔ امر الٰہی کی تعمیل میں شفقت پدری مانع نہیں ہونی چاہیئے۔ رہا میں سو آپ انشاء اللہ دیکھ لیں گے کہ کس طرح صبر و تحمل سے اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

علامہ اقبال مرحوم لکھتے ہیں ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

(ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں ایسے باپ اور بیٹے پر) ماتھے کے بل اس لئے پچھاڑا تاکہ بیٹے کا چہرہ سامنے نہ ہو۔ مبادا محبت پدری جوش مارنے لگے۔ کہتے ہیں یہ بات بیٹے نے سکھلائی۔ آگے اللہ نے نہیں فرمایا کہ کیا ماجرا گزرا۔ کہنے میں نہیں آیا جو حال گزرا اس کے دل پر اور فرشتوں پر

خدا کی طرف سے غائبانہ آواز آئی اے ابراہیمؑ! بس کر، تو نے اپنا خواب سچا کر دکھلایا۔ مقصود بیٹے کا ذبح کرنا نہیں۔ محض تیرا امتحان منظور تھا۔ سو اس میں پوری طرح کامیاب ہوا اور اس کے بدلہ بڑے درجہ کا فربہ دنبہ بہشت سے آیا جو بڑا قیمتی تھا۔ پھر یہی رسم قربانی کی اسمٰعیلؑ کی عظیم الشان یادگار کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم کر دی۔ آج تک دنیا ابراہیمؑ کو بھلائی اور بڑائی سے یاد کرتی ہے۔

یہ قربانی ہر سال خدا کے راستہ میں جان عزیز پر آنے والی ہر مصیبت کو برداشت کرنے کی یاد تازہ کرتی ہے۔ اور مقام تقوٰی حاصل کرنے کا وعدہ دلاتی ہے

"اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ اس کے ہاں تمہارے دل کی پرہیزگاری مقبول ہے" (قرآن)

چونکہ رحمۃ للعالمینؐ بنیاد ابراہیمیؑ پر قصر شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے بھی اپنی اُمت کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت محمدیہؐ کے ہر فرد سے ابراہیمیؑ خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمیؑ نور سے مشابہ ہو جائے۔ قرآن میں خدا تعالےٰ نے اسوہ ابراہیمؑ اور اسوہ محمدیہؐ پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت اسحٰقؑ حضرت سارہؑ کے بطن سے تھے۔ جب آپ ملک شام میں آ رہے تھے اور حضرت لوطؑ جو ان کے بھتیجے تھے۔ وہ بھی ہمراہ تھے۔ پھر حضرت لوطؑ سدوم و عمورہ وغیرہ بستیوں میں آ رہے تھے۔ جو جھیل مردار کے کنارے آباد تھیں۔ تو حضرت سارہؑ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اور وہ اسی امید میں بڑھیا ہو گئیں۔ اس بات کا ان کو بڑا غم رہتا تھا۔ ایک روز جبکہ حضرت ابراہیمؑ اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دوپہر کے وقت مہمانوں کی صورت میں چند فرشتے نظر آئے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنی عادت مہمان نوازی کے موافق ان کے کھانے کو تلا ہوا بچھڑا لائے۔ فرشتوں نے کھانے سے انکار کیا تو حضرت ابراہیمؑ ڈرے کہ یہ دشمن ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ڈرو مت اور ایک ہوشیار لڑکے یعنی اسحٰقؑ کے پیدا ہونے کی بشارت تھی۔ حضرت سارہؑ پیچھے کھڑی تھیں۔ یہ سن کر ہنسیں۔ تعجب سے ماتھا پیٹنے لگیں کہ کیا بانجھ اور وہ بھی بڑھیا بچہ جنیگی؟ فرشتوں نے کہا۔ خدا کا حکم یہی ہے۔ اس کو ایسا کام کرنے کی خوب حکمت معلوم ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی تشریف آوری سے پہلے لوگوں کی حالت

طوفان کے بعد حضرت نوحؑ کی نسل

باقی رہی اور پھر اُن ہی سے دنیا کی آبادی ہوئی۔ پہلے تو بہت مدت تک لوگوں کی حالت اچھی رہی اور تعلیم الٰہی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ لیکن زمانہ کی درازی کے سبب انکے علم و عمل و اعتقاد میں فرق آنے لگا۔ چاروں طرف غفلت اور جہالت چھاگئی توحید کی جگہ شرک نے رواج پکڑا اور تعلیم حقانی اور اعمال صالحہ کی بجائے کفر اور شرک بداعمالیوں نے ڈیرا جمایا۔

بعثت سیدنا ابراہیم علیہ السلام

اس زمانہ میں کفر و شرک ضلالت اور جہالت کی شدت کے مقابلہ میں اور ان کے اخلاق و اعمال میں جس قسم کی علمی و عملی خرابی واقع ہوئی تھی۔ ان سب کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ خالق علیم نے حضرت ابراہیمؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو توحید میں کامل غیرت، شجاعت اور استقامت بخشی اور ان کے علمی شبہات کے مقابلہ میں آپ کو علوم حقہ الہام فرمائے اور انکے اخلاق و اعمال کے سنوارنے کے لئے آپ کو اعمال خیر کے اصول سکھائے پس آپ کو ظاہری و باطنی کمالات سے کامل کرکے اور صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ کرکے ان لوگوں کی طرف رسول مبعوث فرمایا اور ان پر حجت پوری کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو نہایت حکیمانہ طور پر توحید کے مسائل سکھلائے اور شرک کی قباحت و خرابی سمجھائی۔ مگر لوگوں نے آپ کی مخالفت کی۔

آپ نے معقولی و منقولی طریق سے خدا کی ہستی اور توحید کو ثابت کر دکھلایا اور یہ بھی سمجھایا کہ دنیا کا انتظام صرف اُسی کے ہاتھ میں ہے اور نفع و نقصان کا مالک صرف وہی ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی حاجت روا ہے اور نہ مشکل کشا پس اُسی کے آگے التجا کرو اور اُس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ نہ بتوں کی نہ کسی اور کی۔ انتظام عالم کو فلک اور اجرام فلکیہ اور نیچر و دہر کی طرف منسوب نہ کرو۔ سب حوادث کو اسی کی طرف منسوب کرو۔ اور اس کو سب کا خالق مالک اور مدبّر جانو۔ مگر آباؤ اجداد کی تقلید کے سبب وہ شرک کے گڑھے سے نکل کر توحید کے صاف اور سیدھے راستہ پر نہ آسکے۔

شانِ ابراہیمی۔

حضرت سیدنا ابراہیمؑ تمام انبیاء علیہم السلام میں نرالی شان اور خلقت کی ادا رکھنے والے انسان تھے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے ان پر بڑی بڑی نوازشیں عطا فرمائیں۔ آپ ابوالانبیاء اور امام الرسل ہوئے ہیں۔ آپ کو اقوام عالم کی امامت ملی تھی۔ آپ پانچ اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا درجہ فضیلت ہے۔ آپ کے القاب خلیل اللہ صدیقاً نبیا۔ امام الموحدین۔ اواہ، حلیم، شاکر، حنیف اور منیب ہیں۔ تمام دُنیا میں مشرکین کے مقابلہ میں آپ تن تنہا ایک امت عظیمہ کے برابر تھے۔ دو ثلث سے زیادہ بنی آدم آپ کو پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ یہود، عیسائی اور مشرکین آپ کی عظمت کے معترف ہیں۔ حالانکہ آپ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ اہل اسلام پنج گانہ نماز میں آپ پر درود بھیجتے ہیں

خدا تعالےٰ نے آپ کو ابتدائے عمر ہی میں نورِ نبوت سے منور کیا۔ آپ فطری طور پر بہت ذہین اور فہیم تھے۔ اور بلوغت سے پیشتر عقل و دانش سے بہرہ مند ہو چکے تھے۔ زہرہ ستارے، چاند اور سورج کو غروب ہوتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ سب چیزیں فانی ہیں۔ یہ رب قدیر کی شان نہیں۔ در اصل رب وہی ہو سکتا ہے جو ہر قسم کے نقائص سے مبرا و منزہ ہو۔ آپ نے آفتاب کی دلیل پیش کرکے مغرور و احمق نمرود کو لاجواب کر دیا۔ وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کرواتا تھا۔ آپ نے سجدہ نہ کیا۔ اور فرمایا کہ میں تو اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔

آپ کو آسمان و زمین کے ملکوت (اندرونی انتظام) کا مشاہدہ کرایا گیا۔ دنیا میں آپ پھلے پھولے اور آپ کی نسل میں برکت دی گئی۔ دار آخرت میں بلند مقام پر پہنچے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی ملت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا۔ گو شریعتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ آپ کی اولاد میں نبوت اور کتاب الٰہی کا سلسلہ باقی رہا۔ اسی لئے آپ کو ابوالانبیا اور امام الرسل کہا جاتا ہے؛

مرضیاتِ الٰہی کا اتباع

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر حالت اور ہر صورت میں خداوند کریم کا فرمانبردار ہونے اور اس کے ہر حکم پر سر جھکانے کا دعوےٰ کر چکے تھے۔ سو امتحان ضروری تھا۔ جو لیا گیا۔ اور آپ ان سب امتحانات میں کامیاب ہوئے۔

پہلی آزمائش خوف و دہشت کی تھی۔ نمرود کا دربار وہ دربار تھا۔ جہاں بڑے بڑے دل گردے کے لوگ لرز اُٹھتے تھے۔ مگر آپ مرعوب نہ ہوئے۔ بلکہ آپ نے اس کے سامنے کلمۂ حق کے اظہار میں سرگرمی دکھلائی۔ من الخوف کے بعد "نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ" کا درجہ تھا۔ گھر میں بھی اللہ کا دیا ہوا سب کچھ تھا۔ اس کے بعد نمرود پر بھی سکہ قائم ہو گیا تھا۔ ہر کہ و مہ عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

یکایک ایک حکم ہوتا ہے کہ گھر بار وطن ترک کرکے ہجرت کرو۔ آپ نے کلف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ غریب الوطنی کی تکالیف برداشت کیں۔ حران پہنچ گئے۔ گھر، جائیداد، مکان، اور جاگیر سب کچھ چھوڑا۔ غریبانہ زندگی سے واسطہ پڑا۔

حکم ہوتا ہے کہ اپنے باپ آذر سے بھی قطع تعلق کر لو۔ کیونکہ یہ ہمارا دشمن ہے۔ آپ باپ کو بھی چھوڑتے ہیں۔ کنعان کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ نہ آرام ہے۔ نہ راحت۔ نہ ہی پاس پیسہ ہے۔ بیوی ساتھ ہے۔ طویل سفر ہے۔ وہاں پہنچکر فاقہ پر فاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ مگر زبان پر ہر وقت شکر الٰہی کے الفاظ جاری ہیں۔ یہاں قحط پڑ جاتا ہے۔ پھر مصر کو جانے کا حکم ہوتا ہے۔ خوبصورت بیوی ہمراہ ہے اور فرعون مصر عیاش اور بدچلن ہے۔ مگر حکم کے آگے سر جھکا دیتے ہیں۔

پھر ابتک گھر تاریک ہے۔ نخل تمنّا بارآور نہیں ہوا۔ امیدیں بھی منقطع ہوئی جاتی ہیں۔ پچاسی سال کی عمر ہو جاتی ہے آخر نخل آرزو شگفتہ ہوتا ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ تمنائے ابراہیم بن کر پیدا ہوتے ہیں۔ ابھی ہوش بھی سنبھالنے نہیں پاتے۔ کہ حکم صادر ہوتا ہے کہ ماں بیٹے کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ آؤ۔ کتنا صبر آزما موقعہ ہے۔ مگر آپ تو اپنی مرضی کو مرضیات الٰہی کے سپرد کر ہی چکے تھے۔ خود اپنی حسین و نوجوان بیوی اور اکلوتے فرزند کو چھوڑ کر بچشم پُرنم واپس چلے آتے ہیں۔ صرف توکل ہی توکل ہے۔ بہت بڑا امتحان تھا۔ اس میں بھی کامیاب ہوتے ہیں؛

خدا خدا کرکے بچھڑا ہوا بیٹا شباب و بلوغ کو پہنچتا ہے۔ دیکھ کر باغ باغ ہوئے جاتے ہیں۔ کہ ایک اور پہاڑ ٹوٹتا ہے۔ حکم ہوتا ہے کہ اپنی محبوب ترین شئے کی قربانی کرو۔ ظاہر ہے کہ بوڑھے باپ کے لئے ہونہار اور سعادت مند نوجوان بیٹے سے زیادہ اور محبوب ترین شئے کیا ہو سکتی تھی؟ یہ آزمائش سب سے زیادہ صبر سوز اور عافیت رُبا تھی لیکن آپ اللہ کے لئے اسے بھی گوارا کرتے ہیں اور بوڑھا باپ چھری تیز کرکے اور نوجوان بیٹے کے سینہ پر چڑھ کر اپنے نزدیک تو اس کے حلق پر چھری پھیر کر اپنی فدویت و طاعت کا مظاہرہ کر ہی دیتا ہے۔

انعامات الٰہیہ کی بارش

اب تک تو امتحان و آزمائش کا تسلسل تھا۔ اس کے بعد بذل و عطا کی باری تھی اور "وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ" کا مصداق بننا تھا۔ ایک ایک قربانی اور ایک ایک نقصان کا ہزار ہزار چند معاوضہ دربار احدیت سے عطا ہونا شروع ہوتا ہے۔ آپ جو کچھ اس کی عطا سمجھ کر اور امانت خیال کرکے بخوشی واپس کر دیتے تھے تو خدائے قدوس امتحان کے بعد اس سے کہیں زیادہ عطا فرما دیتا تھا۔ نمرود سے ٹکرانے کا بدلہ بابل میں اعزاز و اکرام کی صورت میں ملتا ہے۔ آتش نمرود کے عوض میں گلزار خلیلؑ عطا ہوتا ہے۔ بڑی عمر کی بیوی مصر میں چھنتی ہے تو اس کے ساتھ ہی ایک نوجوان و حسین شہزادی بھی مل جاتی ہے۔ ایک فرزند صالح کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ایک بچہ کو قربان کرتے ہیں۔ دینے والا اس کے بدلہ میں متعدد بیٹے کیا۔ انبیاءؑ و صلحا کی پوری نسلیں عطا فرماتا ہے۔

ایک چھوٹا سا بے در و سقف گھر بنانے میں اللہ اسے اتنی عزت و عظمت مرحمت فرماتا ہے کہ دنیا کی کوئی عمارت بھی اس کی حریف نہیں بن سکتی۔ ہر زمانے میں اسے انتہائی تقدس حاصل رہا اور ہر سال لاکھوں انسان اس کی زیارت کو آتے رہے۔ صرف یہ نہیں کہ اس کے گرد و پیش کا پتہ پتہ اور تنکہ تنکہ محترم ہو گیا۔ بلکہ اس کے اندر نماز کی ایک رکعت ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے۔

اپنے آقائے حقیقی کی عبادت کے جوش میں یہ عالم از خود رفتگی و بے اختیاری قیام و قعود اور رکوع و سجود شروع کیا۔ تو اظہار عجز و تعبد کی یہ نشانی ایسی بھائی کہ اسے عبادت مسلمین کی صورت دے دی جو قیامت تک قائم رہے گی۔ اسی طرح آپ کی ایک ایک ادا اور ایک ایک شان کو غیر فانی بنا دیا۔ آپ کے اپنے بیٹے کی قربانی کی یادگار کے طور پر جو منیٰ میں ادا کی، اسی تاریخ کو قربانی لازمی کر دی۔ طواف کا طریقہ بھی جاری ہو گیا۔ زمزم بھی مقدس ٹھیرا۔ صفا و مروہ کی سعی بھی حج کا ایک رکن بن گئی۔ وہاں ایک عظیم الشان اور مقدس و محترم شہر آباد ہو گیا۔

ایک ضروری سوال

فتح نمرود کو ہوئی یا خلیلؑ کو؟

تاریخ کا فیصلہ یہ ہے کہ نمرود کا تختہ اُلٹ گیا۔ اسکی حکومت اُجڑ گئی۔ اس کے لشکر برباد ہو گئے۔ اس کے مندر اور مورتیاں فنا ہو گئیں۔ آج کلدان اور بابل کی بستیاں کھنڈرات کا ڈھیر ہیں۔ وہاں نہ چمن ہے نہ بلبل ہے۔ نہ پھول ہے نہ شبنم ہے۔ وہ ایک اُجڑی ہوئی زمین ہے۔ جہاں زندگی ہے نہ موت ہے۔ نہ صدا ہے۔ نہ ہوا ہے۔ رحمت خداوندی کا وہ دروازہ جو ابراہیمؑ کے وقت بند ہوا تھا۔ آج پانچ ہزار سال گزر چکے ہیں۔ وہ نمرود کی سرزمین پر ابتک نہیں کھلا۔ اُن مٹی کے برباد ڈھیروں میں جہاں کبھی نمرود کا تخت تھا۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ اب تک عذاب کا اثر جاری ہے ابتک وہاں نحوستیں منڈلاتی ہیں۔ اور بدنصیبیاں روتی ہیں۔ وہاں نہ گھاس اُگ سکتا ہے۔ نہ پھول کِھل سکتا ہے۔ نہ بلبل گا سکتی ہے۔ نہ شبنم رو سکتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام چاند اور سورج کی طرح روشن ہے۔ ان کا اسلام زندہ ہے۔ ان کا کعبہ آباد ہے۔ ان کی توحید روشن ہے۔ ان کا عرب و عجم آزاد ہے۔ ان کے سجدے سرسبز ہیں۔ انکی دُعائیں مقبول ہیں۔ ان پر قربانیاں قربان ہیں۔ ان پر درود کے موتی برستے ہیں۔ ان پر صلوٰۃ و سلام کے گیت نثار ہیں۔ اللہ اور قرآن سے بڑی اور کونسی شہادت ہوگی قرآن کا ورق ورق اُن کی یاد سے روشن ہے۔ سورہ صٰفّٰت میں ارشاد ہوتا ہے

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ○ (پ۲۳ ـ ع۷) ترجمہ:- سلام ہے ابراہیم پر ہم نیکی کرنے والوں کو یوں بدلہ دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہے اور ہم نے اس کو اسحاقؑ کی خوشخبری دی جو نیکبختوں میں نبی ہوگا۔ اور ہم نے اس پر اور اسحاقؑ پر برکت دی۔ اور دونوں کی اولاد میں نیکی والے بھی ہیں اور بدکار بھی ہیں۔ اپنے حق میں صریح۔

حضرت ابراہیمؑ کو اقوام عالم کی امامت ملی تھی۔ انہوں نے مکہ میں عبادت گاہ کعبہ تعمیر کی اور اُمت مسلمہ کے ظہور کی دُعا مانگی۔ مشیّت الٰہی میں اس ظہور کے لئے ایک خاص وقت مقرر تھا۔ جب وہ وقت آیا تو پیغمبر اسلام کا ظہور ہوا۔ اور ان کی تعلیم و تزکیہ سے موعودہ امّت پیدا ہو گئی۔ اس اُمت کو خیرالامم ہونے کا لقب عطا کیا گیا۔ اور اقوام عالم کی تعلیم اس کے سپرد کی گئی ضروری تھا کہ اس کی روحانی ہدایت کا ایک مرکز بھی ہوتا۔ یہ مرکز قدرتی طور پر کعبہ ہی ہو سکتا تھا۔ چنانچہ تحویل قبلہ نے اسکی مرکزیت کا اعلان کر دیا۔ یہ حقیقت قبلہ کے تعین میں مضمر تھی۔ حق تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو قبول عام عطا فرمایا اور انکی نسل سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے ملت ابراہیمی کی تجدید کی۔ اور فرمایا کہ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیمؑ ہمارا نہایت فرمانبردار بندہ تھا۔ ہم نے اس کو کئی باتوں میں آزمایا۔ وہ سچا نکلا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

محمد حسیب اللہ شریف بڈھانوی مدرسہ نظامیہ ناندلیانوالہ
ضلع لائلپور

قربانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ہ (سورہ صٰفّٰت پ ۲۳)

آج کل ہر طرف فتنوں کی بھرمار ہے تھوڑے بہت عرصے بعد کوئی نہ کوئی فتنہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ عیدالاضحیٰ سے کچھ عرصہ پیشتر ایک جماعت کی طرف سے ایک اشتہار کے ذریعے عوام سے اپیل کی جاتی ہے کہ قربانی کرنے سے گائے بکری وغیرہ کا ضیاع ہوتا ہے۔ جس سے گھی دودھ وغیرہ میں کمی پیدا ہوتی ہے اس لئے قربانی نہ کرنی چاہیئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قربانی تو ہے ہی حجاج اور مکہ والوں کے لئے حالانکہ ان بیچاروں کو یہ بھی علم نہیں کہ حجاج حج کے موقعہ پر جو قربانی کرتے ہیں۔ اس کو قربانی نہیں۔ بلکہ ھدی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے قربانی کا لفظ استعمال ہی نہیں ہوتا۔

جن اعمال و افعال کے ذریعے روپیہ پیسہ اور قوم کا اخلاق تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ ان کی ممانعت کی بجائے اس جماعت کی سرپرستی رقص و سرود کی مجالس کو حاصل ہے کہ قربانی کے ذریعے تو روپیہ پیسہ کا ضیاع ہو۔ لیکن رقص و سرود غیر مہذب و ناشائستہ مجالس کے ذریعے مال و دولت کا ضائع نہ ہو۔ بلکہ مفید ہو۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ تب ہی تو جارج برنارڈ شا طنز کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آئندہ سو سال میں یورپ کا مذہب یقیناً اسلام ہوگا۔ لیکن آج کل کے مسلمانوں جیسا نہیں بلکہ صحابہؓ کے اسلام کی طرح ہوگا۔ ایک انگریز مسلمانوں پر طنز کرتا ہے۔ ایک مسلمان کیلئے کونسا مقام اور کونسی عزت رہ جاتی ہے

مندرجہ بالا آیت میں قربانی کی ابتداء کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ قربانی کی ابتداء کب ہوئی اور اس کا مقصد کیا ہے؟ بتایا گیا ہے کہ قربانی کی ابتدا ابراہیمؑ سے ہوئی اور انہیں خواب میں حکم دیا گیا کہ تم اپنی سب سے عزیز شے راہ خدا میں قربان کرو۔ یعنی اسماعیلؑ کو راہ خدا میں قربان کر دو۔ بیٹے کو اس خواب سے آگاہ کیا تو اس نے بھی خدا و رسول کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور کہہ دیا کہ انشاءاللہ آپ مجھے صابر و شاکر پائیں گے۔

دوسری جگہ اس طرح باری تعالیٰ عزاسمہ نے ارشاد فرمایا

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (سورۂ کوثر) — اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا حکم دیا اور قربانی کا بھی۔ اس کے مخاطب دوسرے اشخاص بھی ہیں۔ کہ اے اپنے آپ کو مسلمان کہلانیوالے نماز بھی پابندی سے ادا کر اور اگر تم صاحب ثروت ہو تو پھر قربانی بھی کر تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم لوگ اپنے دعوئے محبت میں کس قدر پختہ ہو۔ کیونکہ مومن کی شان یہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (سورہ بقرہ)

مومن اللہ کی محبت میں بڑے ہی شدید واقع ہوئے ہیں۔

جانور کو پالو۔ اسے محبت پیار سے کھلاؤ پلاؤ اور پھر ایک مقررہ دن اپنے ہی ہاتھ سے خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ذبح کرو۔ تاکہ تمہاری محبت اور تعلق مع اللہ کا امتحان ہو جائے کہ وقت پڑنے پر تم خدا کی راہ میں اپنی وہ مال قربان کرنے کی ہمت بھی رکھتے ہو کہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم (جن کے متعلق حکم خداوندی ہے۔

مَآ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَهٰىکُمْ عَنْہُ فَانْتَهُوْا (ع ۱۔ سورہ حشر)

جس چیز کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیں اسے بجا لاؤ اور جس سے منع کریں۔ اس سے رک جاؤ اور اس سے کنارہ اختیار کرو۔) کے فرامین بھی قربانی کے متعلق سُن لیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ قربانی ہے کیا چیز؟ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ قربانی کرنے میں ہمارے لئے کس قدر اجر و ثواب ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ قربانی کے جانور کے بدلے ایک بھلائی دی جائے گی۔ (ابن ماجہ عن زید بن ارقم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے (رواہ الحاکم مرفوعاً)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ قربانی کا خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ جو شخص ثواب کی نیت سے قربانی کرتا ہے۔ قربانی اس کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائے گی۔ قربانی کا خون گرانے کی وجہ سے قربانی کا دن اللہ تعالےٰ کو بیحد پسند ہے (طبرانی)

ترمذیؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف کے دس سالہ قیام میں متواتر قربانی فرماتے رہے۔

جو شخص تم میں سے قربانی کا ارادہ رکھتے ہوئے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے (مسلم عن ام سلمہ)

مسائل قربانی

ہر مسلمان پر جو مقیم ہو۔ آزاد ہو ضروریات زندگی کے علاوہ مقدار نصاب ۷½ تولہ سونا یا ۵۲ تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو اس پر قربانی کرنا واجب ہے۔

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ سے لے کر بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ لیکن بہتر دن دسواں۔ پھر گیارھواں اور پھر بارھواں ہے۔ شہر اور قصبہ کے رہنے والوں کو نماز عید سے پیشتر قربانی کرنا درست نہیں۔ البتہ گاؤں میں رہنے والوں کو نماز فجر کے بعد بھی قربانی کر لینا جائز ہے کیونکہ احناف کے نزدیک چھوٹی آبادی

باقی صفحہ ۱۸ پر

مکرمی شاہ صاحب سلکہ اھل

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

گذشتہ سے پیوستہ

آب زمزم:-

بی بی ہاجرہ کی اس مسرت اور خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا جو انہیں پریشانی اور مایوسی کے بعد خلاف امید اس آب حیات کے حاصل ہو جانے سے ہوئی! چنانچہ نہایت بے تابی اور اشتیاق کے عالم میں چلو بھر بھر خود بھی غٹ غٹ پیا اور بچہ کے حلق میں بھی چند قطرے ٹپکائے اور دونوں ہاتھوں سے اس کو اس خیال سے روکنا، اور زبان سے زم زم کہنا اور جلدی جلدی اسکے ادا گرد ریت کی مینڈ بنانا شروع کر دیا کہ مبادا پانی ختم ہو جائے اور گزشتہ مصیبت پھر عود کر آئے! عبرانی زبان میں زم زم کے معنی ہیں رک جا ٹھہر جا! خاتم النبیین رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین) نے فرمایا کہ اگر سیدتنا ہاجرہ، پانی کو نہ روکتیں تو روئے زمین پر پھیل جاتا اور خدا کی تمام مخلوق اس سے سیراب ہوتی۔

پڑھے لکھے حاجی صاحبان نے مسجد الحرام میں داخل ہو کر، مطاف میں کھڑے ہو کر ملتزم خانہ کعبہ کے دروازہ اور گوشہ سنگ اسود کے بالمقابل۔ چاہ زمزم کی بیرونی مشرقی دیوار پر چسپاں ایک سنگ مرمر کا کتبہ دیکھا ہوگا۔ جس پر جلی قلم سے یہ حدیث مبارک لکھی ہوئی ہے

مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ

(آب زمزم جس غرض کیلئے پیا جائے۔ وہی غرض پوری ہوگی۔)

تاریخ وسیر کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ایک صحابی رضؓ (جن کا نام مجھے اس وقت یاد نہیں) نے فاقوں کی حالت میں صرف زمزم کے پانی پر کئی ماہ گزر کی اور انہیں کبھی بھوک کی شکایت نہ ہوئی اور نہ کمزوری و ناتوانی لاحق ہوئی! چشمدید واقعہ۔ جس زمانہ راقم الحروف مکہ معظمہ میں مقیم تھا تو وہاں ان دنوں جدہ میں ایک نائب قونصل مقیم تھے۔ انہیں سوء ہضم اور ورم جگر کی شکایت تھی۔ وہ ہمیشہ اصلاح معدہ و جگر کے لئے فرانس سے وشی واٹر، طلب کیا کرتے اور وہی پیا کرتے تھے! اتفاق سے انہیں چند دنوں کے لئے مکہ معظمہ آ کر رہنا پڑا۔ اور آب زمزم پینے لگے۔ مزاج کے موافق ہونے کے علاوہ رو بصحت ہونے لگے۔ بلکہ مرض کا بالکل دفعیہ ہو گیا۔ انہوں نے فرانسیسی پانی بند کر دیا۔ اور جبتک اپنے عہدہ پر فائز رہے۔ آب زمزم ہی کا استعمال کرتے رہے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر (راقم الحروف) کا اپنا ذاتی تجربہ۔

لڑکپن کا زمانہ تھا اور گیارہ بارہ سال کی عمر۔ مدرسہ صولتیہ میں قاری عبداللہ صاحب مرحوم سے قرآن پاک حفظ کیا کرتا تھا۔ اس عمر میں جو شوق ہوتا ہے۔ وہ تو سب کو معلوم ہے! بہ نسبت شوق کے مارپٹائی کا ڈر زیادہ تھا! سبق یاد نہ ہوا تو چمڑی ادھڑ جائے گی۔ طواف کرتے ہوئے بارہا حدیث بالا دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی پڑھی۔ سمجھنے سمجھانے کی ضرورت نہ تھی۔ عربی زبان مادری تھی۔ بغیر ترجمہ کئے مطلب سمجھ میں آ گیا۔ قدرت نے دستگیری فرمائی۔ ایک دن نماز صبح (با جماعت شافعی) پڑھ کر وہیں حرم شریف میں، حطیم کے اندر، میزاب الرحمت کے نیچے بیٹھ کر سبق یاد کرنا شروع کیا۔ خوب یاد ہے۔ اس وقت چوتھے سپارے سورہ نساء کا دوسرا اور تیسرا رکوع اور کچھ حصہ چوتھے رکوع کا دارز یوصیکم اللہ فی اولادکم تا اختتام پارہ) میرا سبق تھا۔ خدا جانے یہ ہر دو رکوع ہی مشکل یا مجھے مشکل معلوم ہوتے! سبق بھی زیادہ تھا۔ ورنہ عموماً ہمیشہ دو رکوع روزانہ ہوا کرتا تھا! اس دن سبق از بر نہ ہوا۔ قدرتاً دل میں خیال آیا، آب زمزم پی کر یاد کریں۔ لکھا ہوا جو ہے لما شرب لہٗ ہم چلو سبق یاد ہونے کی نیت سے پیتے ہیں۔ قرآن و سجادہ وہیں چھوڑا۔ بھاگے بھاگے کنویں پر گئے۔ سقہ سے کہا، اسقنی یا عم! عم نے ڈول کا ڈول بھا کر پلا دیا۔ ما بقی اندازہ دل لگی سارا کا سارا مجھ پر بہا دیا۔ جبہ و عمامہ تربتر۔ بقیہ کپڑے شرابور نکلے۔ باہر آئے سنگ اسود کو چوما۔ ملتزم پر کھڑے ہو کر دعا مانگی۔ معجن، در کعبہ کے ساتھ ہی جو گڑھا سا ہے۔ اس میں دیوار کعبہ میں ایک سرخ پتھر بقدر تین انگشت چوڑا اور چھ انگشت لمبا چسپاں ہے اور اس کے متعلق اہل مکہ میں مشہور ہے کہ اس کے چاٹنے سے ذہن کھل جاتا ہے۔ خوب چاٹا اور چاٹ کر پھر حطیم میں اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔ اور قرآن شریف کھول کر سبق یاد کرنے لگے۔ مدرسہ جاتے تک سبق یاد تھا۔ قاری صاحب مرحوم نے مدرسہ کھلتے ہی سب سے پہلے مجھے بلایا۔ سبق سنایا۔ آموختہ سنایا اور خوشی خوشی آگے سبق لیا!

عقیدہ کہئے یا ضرورت! اب تو روزانہ یہ عمل پختہ ہو گیا! یقین کیجئے گا۔ اس دن کے بعد سبق یاد نہ ہونے کی وجہ سے میں نے کبھی استاد کی مار نہ کھائی۔ اور میں تو یہی کہوں گا کہ دس ماہ کی مدت میں پورے قرآن پاک کا یاد کر لینا یہ بھی آب زمزم کی برکت تھی۔ فالحمد للہ علی ذالک! آب زمزم کے متعلق بچپن سے ہی عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔ عمر کے بتیس سال جو حرمین شریف میں گزرے۔ ان میں جب بھی کوئی تکلیف یا بیماری مجھے لاحق ہوئی۔ فوراً چاہ زمزم پر پہنچا۔ یا آب زمزم منگایا اور بہ نیت، شفایابی استعمال کرنا شروع کر دیا۔ شافی مطلق نے آب زمزم کی برکت سے شفا دی۔ قبض ہو تو آب زمزم سیر ہو کر پیجئے قبض دور! اسہال ہوں استعمال کیجئے تو شفا۔ بلکہ میرا تو تجربہ ہے کہ آب زمزم ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کا تیر بہدف علاج ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ انما الاعمال بالنیات۔ ولکل امرء ما نوی کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ مریض اور لاعلاج امراض والے۔ مثلاً دق۔ سل۔ دمہ بواسیر وغیرہ (اعاذنا اللہ منہا) جائے اور مخصوص امکانی علاج پر جانے کی اس طرف کیوں نہیں رجوع فرماتے، سونا نہ لائے تندرستی تو لے آئیں گے۔ ہم خرما و ہم ثواب بزبان پنجابی، نالے حج، نالے ونج۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ شافی مطلق شفا کُلّی عطا فرمائے گا۔ (بحسن الاعتقاد یحصل المراد

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مذکورہ بالا کے ہوتے ہوئے کسی اور مزید ثبوت کی کیا ضرورت ؟ البتہ اس سوال کے متعلق کہ اس نمکین پانی میں یہ خاصیت اور برکت کیوں اور کہاں سے آئی ! صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ یہ نبی۔ اور نبی زادہ اسماعیلؑ کی حالت طفولیت کا ایک زندہ اور برقرار معجزہ ہے! کرامت ہے !! اور کرامات الاولیا حق ضما بالک بالانبیاء صلوات اللہ علیہم

سونے پر سہاگہ

اسی زمانہ قیام حرمین شریفین کا ذکر ہے۔ کہ مدینہ منورہ (علیٰ ساکنہا الف الف صلوٰۃ و تحیہ) میں حضرت شیخ العرب والعجم استاذیم، مولانا السید حسین احمد المدنی علیہ الرحمۃ والغفران۔ حرم نبوی میں۔ ریاض جنت کی کیاری میں متصل منبر شریف حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، معانی الاثار للطحاوی کا سبق تھا۔ منجملہ علماء حرم نبویؐ خاکسار بھی شامل حلقہ تھا۔ اثنائے تقریر میں حضرت نے ایک واقعہ کا ذکر سنایا فرمایا کہ فتح مکہ کے موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہ زمزم پر تشریف لے جاکر خود اپنے دست مبارک سے ڈول کھینچا (بموجودگی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور ڈول سے ہی پانی پیا۔ صحابہ کرامؓ پاس منتظر کھڑے تھے کہ حسب عادت مبارکہ آپ اپنا پس خوردہ انہیں عطا فرمائینگے! مگر آپ نے سیری فرما کر بقیہ پانی جو ڈول میں بچا تھا بجائے انہیں (صحابہ کو) دینے کے واپس کنویں میں ڈال دیا صحابہ کرام کو تشویش لاحق ہوئی۔ بعد میں کسی نے پوچھا کہ حضورؐ اس میں کیا حکمت تھی کہ آپ نے اپنا پس خوردہ ہمیں عطا نہیں فرمایا۔ اور واپس کنویں میں ڈال دیا؟ حضورؐ نے فرمایا کہ بھائیو! تمنے تو کئی بار میرا پسخوردہ کھایا پیا۔ آج میرا ارادہ ہوا کہ قیامت تک میری اُمت کو میرا پس خوردہ پینا نصیب ہو۔ میرا خیال ہے کہ ربع مسکون کی اسلامی دنیا میں شاید ہی کوئی انسان محروم القسمت ہو۔ جس نے آب زمزم کسی نہ کسی ذریعہ چکھا نہ ہو خواہ مکہ گیا یا نہ گیا۔ اس وقت تو میں نے اس ارشاد کو ایک حکایت اور واقعہ پر محمول کیا۔ مگر جب مجھے خود کتابیں پڑھانے

از فصاحت حسین فصیح ہاشمی

نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسولِ ہاشمی تم ہو امام المرسلیں تم ہو
مجسم رحمتِ حق زینتِ عرشِ بریں تم ہو

تمہیں حق سے خطاب صاحبِ خُلقِ عظیم آیا
نگاہِ کبریا کے انتخابِ اوّلیں تم ہو

تمہارا نور اقدس باعثِ تخلیقِ عالم ہے
ظہورِ عالم نوری ظہیر ما و طیں تم ہو

ہوا شق القمر حضرت کے انگشتِ مبارک سے
شہِ معجز نما ہو منزلِ روح الامیں تم ہو

ابد تک باعثِ صد افتخارِ آدمؑ و حواؑ
ازل سے محرمِ اسرارِ رب العالمیں تم ہو

خدا شاہد ہے خود مُہرِ نبوت ہے ثبوت اس کا
نبیٔ آخری ہو اور ختم المرسلیں تم ہو

تمہارے فرقِ انور پر شہا تاجِ شفاعت ہے
شہِ واللیل والشمس کے مسند نشیں تم ہو

خبر لینا شہا اپنے فصیحِ عاصی کی محشر میں
شفیع المذنبیں ہو رحمۃ للعلمیں تم ہو

کا موقعہ نصیب ہوا تو میں نے قصبہ امروہہ، ضلع مراد آباد (یوپی) کے مدرسہ جامع مسجد چھواڑی میں طلبا کو ہدایہ اولیں کا سبق دینے کے لئے رات کو مطالعہ کیا۔ تو حاشیہ ہدایہ کتاب الحج پر الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ میں حدیث بھی مل گئی ! اس میں اس روایت بالا کے علاوہ ایک جملہ اور دیکھا ثم مج فیہ یعنی آپ نے پانی پی کر کنویں میں یا ڈول میں کلی بھی فرمائی ! سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ بلاشبہ حضور الرحمۃ العالمین کی ذات با برکات، حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم تھی ! اپنی گنہگار امت کا اتنا خیال ! اور امت کا یہ حال کہ باوجود حضورؐ کے ارشاد مبارک ماجعل اللہ شفائکم فیما حرم علیکم (اوکما قال) شفایابی کیلئے، شراب ام الخبائث کا استعمال اور حصول پرمٹ کے لئے سعی کمال ! اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون ! الغرض جس آبحیات میں اسماعیلؑ کے معجزہ کے علاوہ سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے لعاب دہن کی آمیزش ہو اس میں شفا نہ ہو تو پھر دُنیا میں وُہ کون سی شئے ہے جو شفا بخش سکے۔ بہرکیف زمزم کا پانی معمولی پانی نہ تھا اور نہ ہے اور نہ تا قیام ساعت ہوگا۔ اس میں علاوہ شفا کے بھوک کے لئے غذائیت بھی ہے اور تشنگی کے لئے سیرابی بھی۔ چنانچہ بی بی ہاجرہ، تا فراخی روزی اسی پر بسر اوقات کرتی رہیں۔ حضرت خلیل اللہؑ کی دُعائیں مقبول ہو کر اثر پذیر ہوئیں۔ اور رحمت ایزدی ظاہر ہونے کے لئے عالم اسباب میں سبب کا ظہور ہونے لگا۔ جو قافلے دور دراز کے مراحل طے کر کے منزل پر پہنچا کرتے تھے۔ انہیں راہ میں آرام دہ ایک اور قریبی منزل مل گئی قافلوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ قبیلہ بنی جرہم کا ایک پورا خاندان یہاں آکر سکونت پذیر ہو گیا۔ اور مکہؔ کے آباد ہونے کی بنیاد قائم ہو گئی۔

باقی باقی۔

کاروانِ مدینہ کے نام مسلمانانِ کلاچی کا پیغام

حضور پاک سے میرا سلام کہدینا

۱۵ ارمئی جامع مسجد کلاچی میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم اجتماع نے حج پر جانے والے دو اصحاب پر مشتمل قافلہ کو

ع حضور پاک سے میرا سلام کہدینا

کا پیغام دیا۔

بیت المعمور اور کعبہ

نجم المدارس کے اہتمام میں ہونے والے اس عظیم الشان اجتماع میں حج کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ اگر کوئی مکان بنائیں تو بڑے سے بڑا آدمی بھی اس کے نقشہ کے لئے بلائے گا۔ تو بڑے سے بڑے انجنیئر کو۔ لیکن بیت اللہ کا نقشہ اللہ رب العزت نے خود بنا کر اپنے خلیل سیدنا ابراہیمؑ کے حوالے کیا کہ اس نقشہ پر بنائیں اللہ اللہ اس گھر کا کیا کہنا۔ جس کا معمار ابراہیم خلیل اللہ ہو۔ مزدور اسمٰعیل ذبیح اللہ ہو اور نقشہ بنانے والا خود اللہ رب العزت ہو ۔ ذ اذ بوانا لابراھیم مکان البیت۔ آپ نے کہا آسمانوں پر اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کے طواف کے لئے ایک گھر بنایا ہے۔ جس کو بیت المعمور کہتے ہیں۔ وہ فرشتوں کا مطاف ہے ۔ وہاں فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اور وہاں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اسکے محاذات پر بیت اللہ کا نقشہ دیا ۔ سبحان اللہ خدائے پاک کتنا مہربان ہے ۔ بندے اس دولت کو حاصل کرنے کے لئے کہاں آسمانوں پر پہنچ سکتے تھے ۔ یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے انہیں برکات کا حامل ایک مکان یہاں زمین پر بنوا دیا۔ کہ لو میرے بندے تم یہاں زمین پر رہ کر وہی برکات حاصل کرو۔

. . . .

حجاج سے فرمائش

آپ نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔

لوگ حج پر جانے والوں کے لئے فرمائش کرتے ہیں۔ کوئی رومال منگوا تا ہے کوئی تسبیح کی فرمائش کرتا ہے ۔ کوئی قلم کے لئے کہتا ہے کوئی گھڑی کا طالب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ٹھیک نہیں حاجی جو وقت آپ کی فرمائشات پوری کرنے کے لئے بازار میں گزارے۔ کیوں نہ وہ وقت حرم کعبہ اور حرم مدینہ میں گزار دے۔ آپ کی ہر حاجی سے سب سے پہلی اور سب سے آخری فرمائش یہی ہونی چاہیئے۔

کہ بھائی جان خدا کے واسطے شاہنشاہ کونین کی خدمت اقدس میں میرا سلام تو عرض کردینا

(مجمع آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا)

حج پر پابندی

آپ نے کہا قدرت خدا کی جب سے حج کو جانے میں مشکلات بڑھ رہی ہیں اور پابندیوں میں چند در چند اضافہ ہو رہا ہے۔ عشاق حرمین کے جذبۂ عشق میں اسی نسبت سے قوت پیدا ہو رہی ہے ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
ابھرے گا یہ اتنا ہی جتنا کہ دبا دیں گے

امسال ۱۳۷۸ھ کو ہمارے مختصر قصبہ کلاچی افصلئے سرحد (جو اپنی بے آب و گیاہی میں مشہور اور افلاس و بیروزگاری میں ضرب المثل ہے) سے سترہ افراد نے حج جانے کی درخواستیں دیں۔ جن میں صرف دو اصحاب جناب شیخ فضل الرحمان صاحب مولوی فاضل، اور جناب میاں خالقداد صاحب دکاندار کے نام قرعہ فال نکلا۔ اور باقی حضرات با دل سوزاں و دیدۂ گریاں بزبان حال یہ کہتے ہوئے دفتر متعلقہ سے واپس ہوئے کہ ؎

مجھ عندلیب زار کو حسرتوں نے مٹا دیا
کم ظرف باغبان نے دامنِ گل چھڑا دیا

رموز مملکت کے شناساؤں نے مژدہ سنایا ہے کہ اس طرح ہماری حکومت کو زر مبادلہ کے سلسلہ میں ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی بچت ہوئی ہے۔

ہو سکتا ہے ارباب ذوق جدید کے لئے اس میں مسرت کا سامان ہو مگر ہم جیسے دقیانوسیت زدہ لوگوں کا خیال ہے کہ ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی بجائے اگر ڈیڑھ کروڑ اُن قلوب انسانیہ پر قبضہ کر لیا جاتا۔ جن میں زیارت نبوی کا عشق موجیں مار رہا تھا تو پاکستان کے حق میں زیادہ مفید رہتا (یعنی لاکھوں درخواست دہندگان حج اور لاکھوں کی تعداد میں ان کے متعلقین جن کی مجموعہ تعداد ڈیڑھ کروڑ سے کسی طرح بھی کم نہ ہوتی کے قلوب اصحاب مملکت کے بے دام غلام ہو جاتے اور ہماری سلطنت کو بہر حال بھنبھر کے ٹکڑوں سے زیادہ ضرورت گوشت کے ان ٹکڑوں کی ہے جسے دل کہا جاتا ہے اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے بعد بلا شبہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے ؎

بادشاہوں کی حکومت ہے فقط ظاہر پر
جن کی باطن پہ حکومت ہے وہ سلطاں ہیں ہم

ماشاء اللہ والخیر فیما صنع اللہ۔ جو کچھ ہوا سو ہوا

ہماری دعا ہے کہ آنے والے موسم حج تک اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عزم و استقلال اور وہ محبت ایمانی عطا فرمائے۔ جس کے باعث ہم اس قابل ہو جائیں کہ شہنشاہ کونین کے حریم قدس میں زیادہ سے زیادہ پاکستانیوں کو بلا کسی روک ٹوک کے بھیج سکیں۔

جلسہ حافظ عبدالحلیم صاحب

متعلم درجۂ حفظ مدرسہ نجم المدارس کی تلاوت سے شروع ہوا۔

اس کے بعد محترم ربنواز صاحب دکاندار نے اپنے درد بھرے لہجہ میں مطبوعہ نعت از حضرت قاضی فتح محمد صاحب فاتح مرحوم بکھر مندرجہ ماہنامہ انوار السراج دریا خان ؎

عرب کی سرزمیں میں کاش ہوجائے گزر میرا

سنائی اور پھر مولوی حافظ عبدالرشید صاحب مدرس نجم المدارس نے نجم المدارس کے تمام مخلصین اور حاضرین مجلس اور ان کے متعلقین کی طرف سے مندرجہ ذیل

بقیہ قربانی صفحہ ۱۴ سے آگے

بقیہ قربانی صفحہ ۱۴ سے آگے

والوں پر نماز جمعہ اور نماز عید فرض نہیں ہے۔

بکرا۔ بکری۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل بھینس۔ بچھڑا اور اونٹ کی قربانی کی جا سکتی ہے۔ ان کے علاوہ کسی جانور کی قربانی کرنا درست نہیں۔

بکرا۔ بھیڑ۔ دنبہ کے علاوہ جانوروں میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ سب لوگوں کی نیت قربانی کی ہونا ضروری ہے۔ ورنہ کسی کی قربانی بھی درست نہیں ہوگی۔ البتہ عقیقہ کی نیت سے قربانی میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ گوشت تقسیم کرتے وقت اٹکل اور اندازے سے کام لینے کی بجائے تولنا ضروری ہے۔ اور قربانی میں رضائے الٰہی کا خاص خیال رکھا جائے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورۃ الحج پ ۱۷)

اللہ کے ہاں ان جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا۔ اس کے ہاں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اور اسی کے مطابق اجر و ثواب ملتا ہے۔

بکرا بکری وغیرہ سال بھر سے کم اور گائے بھینس دو سال سے کم نہ ہوں۔ اونٹ پانچ برس کا ہونا چاہئے البتہ چھ ماہ کے ایسے دنبے اور بھیڑ کہ سال بھر والوں میں چھوڑ دینے سے تمیز نہ ہو سکے قربانی کی جا سکتی ہے۔

اندھے، کانے، خارشی جانور کی قربانی درست نہیں۔ ایسا لنگڑا جانور کہ مذبح تک نہ جا سکے۔ اتنا دبلا کہ مغز نہ رہا ہو اور ایسا جانور کہ جس کی بیماری صاف ظاہر ہو۔ قربانی کرنا درست نہیں۔ تہائی سے زیادہ دم کٹا یا کان کٹا جانور بھی قربانی کے لئے درست نہیں۔ جس کے جڑ سے سینگ اکھڑ جائیں تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ البتہ پیدائشی ہی سینگ نہ ہوں تو جائز ہے۔ جس جانور کے زیادہ دانت نہ ہوں اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب پیدا ہو جائے تو غریب کے لئے وہی کافی ہوگا۔ لیکن امیر کو دوسرا خریدنا ہوگا۔

قربانی کے جانور کا موٹا اور خوبصورت ہونا مستحب ہے۔ ذبح کرنا جانتا ہو تو خود ذبح کرے۔ ورنہ کسی دوسرے سے ذبح کرا لے۔ اور خود پاس موجود رہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے وکیل کو اجازت دے۔ ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئیے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ چھری نہایت تیز ہو۔ ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کر دے۔ دوسرا حصہ رشتہ داروں میں تقسیم کر دے اور تیسرا حصہ اپنے اہل و عیال کے لئے رکھے ضرورت ہو تو سارا گوشت اپنے گھر رکھ لے اور چاہے تو سارا تقسیم کر دے۔

چرم قربانی کو فروخت نہیں کرنا چاہیئے۔ اپنے کام میں لے آئے۔ فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ اجرت میں قصاب کو دے دینا جائز نہیں۔ امام و مؤذن کو امامت و اذان کے سبب دینا بھی درست نہیں۔ اس طرح قربانی کے ضائع ہو جانے کا خوف ہے۔ علم دین کے طلبہ کو دینے سے دوہرا ثواب ہے۔ صدقہ کا اور علم دین کی اشاعت و تبلیغ کا اس لئے طلبائے علم دین کی امداد قربانی کی کھال کا بہترین مصرف ہے۔

تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کو فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ مرد کے لئے جہراً اور عورت کے لئے سراً کہنا واجب ہے۔ امام و مقتدی۔ منفرد مرد و عورت کو ایک مرتبہ اس طرح تکبیر کہنا چاہئے

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا بھی امر مسنون ہے۔

عید کی نماز سے پہلے کھانا بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ بعد نماز قربانی میں سے کھائے۔ نماز عید قربان کی نیت اس طرح کریں۔ دو رکعت عید الضحیٰ مع چھ زائد تکبیروں کے۔ اللہ کے لئے امام کے پیچھے ادا کرتا ہوں۔ تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ ثناء یعنی سبحانک اللھم پڑھ کر تین مرتبہ دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائیں پہلی دو تکبیروں میں ہاتھ چھوڑ دیں تیسری مرتبہ ہاتھ باندھ لیں۔ امام فاتحہ و سورۃ پڑھے۔ مقتدی خاموش رہیں۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ و سورۃ پڑھنے کے بعد تکبیر تین مرتبہ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھا کر کہی جائیں اور ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔ چوتھی مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑے ہی رکوع میں چلے جائیں۔ بقیہ نمازوں کی طرح باقی ماندہ نماز پوری کر لی جائے۔

آفتاب بلند ہونے سے زوال تک عید قربان کی نماز کا وقت ہے۔ نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ تاکہ اس کے بعد قربانی میں مصروف ہوں۔ نماز کے بعد خطبہ عید سننا واجب ہے۔ نہ سننے سے بہت بڑے ثواب سے نمازی محروم رہتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جائے اور دوسرے راستہ سے واپس ہو۔

یاد رہے کہ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ دل میں نیت موجود ہو۔ زبان سے نیت کرنا مستحب ہے

لمحاتِ انبساط

از جناب عبدالحمید خان شوق بورسٹل جیل لاہور

عید آگئی بیاباں گلستاں کئے ہوئے
لالہ و گل سے لطفِ بہاراں کئے ہوئے

سامانِ صد مسرت و بہجت ہے ساتھ ساتھ
خوشیوں کے ہے چراغ فروزاں کئے ہوئے

پھر آگیا ہے نامۂ فرحت نشاں حضور!
لمحاتِ انبساط کا عنواں کئے ہوئے

ہر گھر ہے ابراہیمؑ کی سنت پہ گامزن
قربانیوں کا بیشتر ساماں کئے ہوئے

پھر حلیم اسمٰعیلؑ کا گھر گھر ہے تذکرہ
حق کی رضا پہ جان کو قرباں کئے ہوئے

گذری تمام زندگی ناز و نیاز میں
خود کو خدا کے تابع فرماں کئے ہوئے

کچھ میرے حال پر بھی توجہ کرو حضور
بے التفاتیاں ہیں پریشاں کئے ہوئے

ان کے حضور آج ہم حاضر ہوئے ہیں شوق
دل میں کچھ آرزوؤں کا ساماں کئے ہوئے

بچوں کا صفحہ

رخصتی حج

حاجی کمال الدین صاحب

پیارے بچو! آج کی صحبت میں آپ کو حضورؐ کے رخصتی حج یا حجۃ الوداع کے بارے میں کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ امید ہے غور سے سنوگے حضورؐ ۲۵ یا ۲۶ ذیقعدہ ۱۰ھ کو ہفتہ کے روز ظہر کی نماز کے بعد مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور ۲ ذی الحجہ کو اتوار کے روز مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ اور حج ادا کیا۔ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان حج میں شامل تھے۔ اس موقعہ پر ۹ر ذی الحجہ کو عرفہ کے مقام پر جو تقریر آپ نے ارشاد فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔ (۱) اے مسلمانو! مسائل کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لو ممکن ہے کہ آئندہ میں اور آپ اس موقعہ پر اکٹھے نہ ہو سکیں (۲) یاد رکھو۔ تمہاری دولت، عزت، آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے۔ جیسے آج کے دن کی اس شہر اور اس مہینے کی حرمت سمجھتے ہو (۳) اے لوگو! عنقریب تم کو خدا تعالےٰ کے دربار میں پہنچنا ہے۔ وہاں تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کیا جائے گا۔ (۴) زمانہ جاہلیت کے تمام طریقے ختم کر دیئے گئے ہیں (۵) اس زمانہ کے خونوں کا آئندہ مطالبہ نہیں کیا جائیگا (۶) جتنے سود تھے وہ سب معاف اور آئندہ قطعی طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے (۷) میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مت دبانا۔ کافروں کی طرح ایک دوسرے کے خون کے پیاسے مت ہو جانا۔ (۸) خدا اور اسکی بھیجی ہوئی کتاب کے احکام کے مطابق جو تم پر حکومت کرے اسکی پوری پوری اطاعت کرنا (۹) اپنے پروردگار کی عبادت نماز روزہ اور دیگر احکام شرعیہ کی ادائیگی پوری پابندی سے کرنا۔ جنت میں پہنچ جاؤ گے (۱۰) عورتوں کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھنا۔ ان کے متعلق خدا سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ تم ایک خاص ذمہ داری کے ساتھ ان کے سردار بنائے گئے ہو۔ عورتیں بھی مردوں کی پوری پوری اطاعت کریں۔ ان کی مرضی کے خلاف کسی کو گھر میں نہ آنے دیں (۱۱) میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرا طریقہ اور تعلیم (۱۲) جو لوگ اس وقت یہاں موجود ہیں۔ میری یہ تمام باتیں دوسرے لوگوں تک پہنچا دیں۔ جو اس وقت یہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ بسا اوقات دوسرا شخص پہلے سننے والے کی نسبت زیادہ یاد رکھنے والا اور زیادہ سمجھدار ہوتا ہے۔ اخیر میں ارشاد فرمایا۔ کہ اے لوگو! قیامت کے روز میری بابت بھی تم سے سوال کیا جائے گا۔ بتاؤ کیا جواب دوگے۔ سب نے یکزبان ہو کر کہا۔ ہم لوگ شہادت دیں گے۔ کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم تک پہنچا دیئے تبلیغ اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔ ہماری بھلائی خوب اچھی طرح سمجھا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (آسمان کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے) اے اللہ گواہ رہ۔ خدایا گواہ رہنا۔ خداوندا شاہد رہنا۔

اس کے بعد سو اونٹ قربانی میں ذبح کئے۔ ۶۳ تو خود اپنے دستِ مبارک سے اور ۳۷ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے اور اسی موقعہ پر ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو عرفہ کے روز جمعہ کے دن وہ آیت نازل ہوئی۔ جسمیں دین اسلام کے مکمل ہونے اور مسلمانوں پر نعمت خداوندی کے پورا ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔

پیارے بچو! حضورؐ کے اس وعظ کے ایک ایک فقرے کو اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضورؐ نے علوم معارف۔ دنیاوی اور دینی بھلائیوں کے سمندر بھر دیئے ہیں۔ مثلاً حضورؐ کے اسی خطبے کی دفعہ ۹ میں اسلام کا سب سے عام فرض نماز ہے۔ ہر مسلمان واقف ہے کہ جماعت کو اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے جماعت کے بغیر مرد کی نماز ہی جائز نہیں مانی۔ ظاہر ہے کہ جماعت کے ذریعہ سے ہر روز پانچ دفعہ محلہ والوں کا اجتماع ہوگا۔ اس میں سلام و کلام بھی ہوگا ایک دوسرے کی خیریت بھی معلوم کی جائے گی۔ کوئی بیمار ہوگا۔ تو اس کی بیمار پرسی بھی ہوگی۔ کوئی پریشان ہوگا تو اس سے ہمدردی بھی ہوگی۔ یہ سب باتیں اتحاد کے لئے اصل اصول ہیں۔ رحم و محبت کی جڑ ہیں۔ اور امن عالم کی بنیادیں جبکہ یہ بھی یاد رہے کہ (۱) چغلخور یا غیبت کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (۲) گالی گلوچ فسق ہے۔ لڑنا کفر (۳) ایک دوسرے پر پھبتی حرام ہے (۴) جو کسی کی مصیبت دور کرتا ہے۔ خدا اس کی مصیبت قیامت کے روز دور کرے گا (۵) تکبر خدا کی ہمابری کا دعوےٰ کرتا ہے۔ متکبر خدا کی چادر چھینتا ہے۔ کیونکہ عظمت صرف اسی کا حلہ ہے۔ (۶) ذرہ برابر غرور بھی جنت کی راہ میں بھاری چٹان ہے۔ (۷) مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام مسلمان محفوظ رہیں (۸) مومن وہی ہے۔ جس کے شر سے خدا کی ساری مخلوق امن میں رہے (۹) افضل وہی ہے جس کے منافع عام ہوں۔ جسکی خیرخواہی ساری مخلوق کو شامل ہو (۱۰) وہ شخص جماعت اسلام سے خارج ہے جو بڑوں کا احترام۔ علماء کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت نہ کرے۔ اسی مقصد اتحاد کی بنا پر اگر ایک طرف حکم ہوتا ہے۔ کہ نماز کی صفیں بالکل سیدھی رہیں۔ ایک ٹخنہ دوسرے ٹخنے کے برابر رہے اور غلام ہو یا آقا۔ غریب ہو یا امیر۔ جب نماز میں کھڑے ہوں تو ایک دوسرے کے مونڈھے سے مونڈھا ملا کر تو اسی طرح دوسری طرف ایک خاص رخ پر ایک مرکز مقرر کر دیا کہ سب کے سجدے اس طرف ہونے چاہیئں۔ ویسے تو حقیقت یہ ہے کہ خدا ہر جگہ ہے اور ہر طرف۔ اسی کا سجدہ ہے۔ اسی کی نماز۔ نہ سجدہ خانہ کعبہ کا ہے۔ نہ بوسہ حجر اسود کا۔ خانہ کعبہ ایک کوٹھڑی کا نام ہے اور حجر اسود ایک پتھر۔

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی .... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

اہل سنت والجماعت کو اطلاع

سارے مسلمانان اہل سنت والجماعت کو عموماً اور امروٹی جماعت کو خصوصاً آگاہ کیا جاتا ہے کہ یہاں گوٹھ کوڈنانی تعلقہ رتو دیرو میں ایک ملا بنام لطف اللہ ولد میاں تاج محمد صاحب ابڑہ ایسا ہے کہ سادہ لوح اور کم علم مسلمانوں میں اپنے آپ کو "مولوی" بتاتا ہوا چندہ کرتا پھرتا ہے۔ اگرچہ خود صاحب زکوٰۃ بھی ہے۔ حالانکہ نہ اس کا کوئی مدرسہ ہے اور نہ کسی مدرسہ کا سفیر ہے۔

ہمارے یہاں ایک عام جلسہ میں علمائے کرام اہل سنت نے متفقہ فیصلہ کیا تھا کہ جو آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کو سب دشتم دے اور انکی گلہ غیبت کرے۔ یا ان حضرات پر جھوٹے الزام اور بہتان لگائے تو اس سے برادری بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ فیصلہ ماہ محرم ۱۳۷۶ھ میں قرار پایا تھا۔ اس کے بعد مذکورہ ملا لطف اللہ اس فیصلہ کے خلاف ان آدمیوں سے کھاتا پیتا اور ان کے میتوں پر مروجہ قرآن مجید بخش کرتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۴ ذیقعد ۱۳۷۸ھ جمعہ کی رات ایک ایسے آدمی کا نکاح پڑھا جو حضرات صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ثلثہ کے مرتد ہونے کا قائل ہے۔ صرف پانچ روپیہ نکاح کے لے کر اپنا ایمان اور ضمیر بیچ ڈالا۔

یہ اطلاع اس لئے شائع کی جاتی ہے کہ ایسے ضمیر فروش دورنگے ملا کو نہ کوئی چندہ دے نہ اس کو اہل سنت جماعت میں شمار کیا جاوے اور نہ اس کو امروٹی جماعت کا معتقد یا مرید تسلیم کیا جاوے۔ گندم نما جوفروش ملا کی صحبت سے گریز کر کے اپنا ایمان بچایا جاوے۔

وما علینا الا البلاغ

راقم۔ عبد الکریم عفی عنہ متعلم جامعہ مدرسہ عزیزیہ رتو دیرو بحسب الارشاد حضرت مولانا المحدث عبد العزیز صاحب بھانڈوی قادری مہتمم مدرسہ)

تلاش گمشدہ

میرا بھائی مسمی عبد الرحمٰن عمر قریباً ۱۴-۱۵ سال دار العلوم ٹنڈو الہیار سے گم شدہ ہے۔ جس صاحب کو اس کا پتہ ہو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیویں۔ پہنچا کر مبلغ ۵ روپیہ علاوہ کرایہ کے وصول کریں۔ مولوی نظام الدین معرفت علی محمد ولد طیب کٹاری والا چوک ٹنڈو محمد خاں ضلع حیدر آباد سندھ (پاکستان)

وفاق المدارس العربیہ کا قیام

ملتان۔ مدارس عربیہ کی تنظیمی کمیٹی کا اجلاس ۲۵-۲۶ مئی کو مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر میں زیر صدارت مولانا خیر محمد صاحب منعقد ہوا جس میں مولانا شمس الحق صاحب افغانی۔ مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی مولانا مفتی محمد صادق صاحب۔ مولانا عبد اللہ صاحب جالندھری کے علاوہ دیگر مدعو حضرات بھی شریک ہوئے۔ مسلسل دو یوم تک کامل اطمینان اور پرسکون ماحول میں تنظیم مدارس اور نصاب تعلیم پر بحث ہوتی رہی۔ بالآخر تنظیم مدارس عربیہ کے مسئلہ پر بالاتفاق **وفاق مدارس عربیہ پاکستان** کا ادارہ قائم کیا گیا۔ جس کا دستور اساسی مرتب ہو گیا۔ اور نصاب تعلیم و نظام تعلیم کی تدوین جامعیت پیدا کرنے کے لئے مولانا شمس الحق صاحب کے سپرد ہوا۔ جو اگلے اجلاس میں ۲۴-۲۵ جون ۱۹۵۹ء ہوگا۔ پیش فرمائیں گے۔

عبد الغفور انوری ناظم دفتر
مدرسہ خیر المدارس (رجسٹرڈ) ملتان

ضرورت حدیث

دور حاضر کے سب سے زیادہ خطرناک فتنہ انکار حدیث کا مکمل رد ہے۔ جس میں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام (۲) حدیث کا دین و آئین میں اعتبار۔ (۳) کتابت حدیث کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی (۴) تحفظ حدیث پر مستشرقین کی آراء (۵) انکار حدیث کے نقصانات (۶) منکرین حدیث کے اعتراضات اور جوابات مدلل بیان کئے گئے ہیں۔ جلیل القدر علمائے اسلام کا فیصلہ ہے کہ اس دور میں اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ۱۵ ذی الحجہ تک صرف ایک روپیہ چھ آنہ کا منی آرڈر پتہ ذیل پر ارسال فرما کر طلب کر سکتے ہیں۔

نوٹ۔ وی پی نہ ہوگا۔

ناظم اعلیٰ دار الاشاعت والتبلیغ شمس آباد ضلع اٹک مغربی پاکستان

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔